تصویر کا غلام

اشتیاق احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز 661

تصویر کا غلام

اشتیاق احمد

احادیث نبوی ﷺ

حضرت ابو حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے' آپ نے پوچھا کیا باتیں کر رہے ہو۔ حاضرین نے کہا' قیامت کی باتیں کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا۔ جب تک تم دس علامات نہ دیکھ لو' قیامت نہیں آئے گی۔ پس آپ نے یہ (دس علامات) بیان فرمائیں۔

دخان (دھواں)..... دجال..... دابۃ یعنی دابۃ الارض جو نہایت عجیب و غریب جانور ہو گا)..... آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا..... عیسیٰ ابن مریم کا نزول..... یاجوج ماجوج..... اور زمین میں دھنس جانے کے تین (بڑے بڑے) واقعات..... ایک مشرق میں' ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ' عرب میں اور ان سب کے آخر میں ایک آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر کے میدان کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

(مسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو رسول ﷺ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام تھے) رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں سے دو جماعتیں ایسی ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے (جہنم کی) کی آگ سے محفوظ کر دیا ہے۔ ایک وہ جماعت جو ہندوستان سے جہاد کرے گی۔ اور ایک وہ جماعت جو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہو گی۔ (نسائی کتاب الجہاد و مسند احمد اور کنز العمال بحوالہ "المختارۃ" و مجمع الزوائد بحوالہ وسط طبرانی نیز یہ حدیث امام نسائی کی شرائط کے مطابق صحیح ہے)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تک عیسیٰ ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل نہ ہوں قیامت نہیں آئے گی پس (وہ نازل ہو کر) صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ لینا بند کر دیں گے، اور مال پانی کی طرح بہائیں گے، حتیٰ کہ کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔

(ابن ماجہ و مسند احمد)

دو باتیں

السلام علیکم!

لیجیے پچھلے ماہ دو نئے ناولوں کا وعدہ پورا ہوا بھوت اور تصویر کا
غلام آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
آیندہ ماہ آپ خاص نمبر اور ایک عام سائز کا ناول یعنی تصویر کا
غلام جتنا پڑھ سکیں گے.....
خاص نمبر اور ناول کی جھلکیاں آپ پڑھ ہی لیں گے۔
جھلکیوں کے بارے میں اپنی رائے دینا نہ بھولیے گا۔
آپ میرا یہ جملہ پڑھ کر چونک اٹھیں گے..... ہائیں یہ اس
نے کیا لکھ دیا..... جھلکیوں کے بارے میں رائے.....؟
جی ہاں! ایک زمانہ تھا..... جب آپ..... یعنی میرے
قارئین..... صرف ناولوں کے بارے میں ہی نہیں..... دو باتیں کے
بارے میں بھی اپنی رائے لکھا کرتے تھے..... ناولوں کی جھلکیوں کے
بارے میں لکھا کرتے تھے کہ جھلکیاں تو بہت زبردست ہیں..... اب
دیکھیں ناول کیا نکلتا ہے..... اور میں یہ باتیں پڑھ کر مسکرایا کرتا تھا۔
مسکراتا میں اب بھی ہوں..... اب اس بات پر مسکراتا ہوں

کہ آپ اب کوئی خط نہیں لکھتے.... نہ دوباتیں پر.... نہ جھلکیوں پر....
ناولوں پر رائے ضرور معلوم ہوتی ہے.... جس سے پتا چلتا ہے....
ابھی میں زندہ ہوں....

میں جب تک قارئین کے لیے لکھتا رہوں گا.... ایک لحاظ سے زندہ رہوں گا۔ جب میں قارئین کے لیے کچھ نہیں لکھ سکوں گا.... اس روز ایک لحاظ سے میری موت واقع ہو جائے گی.... اس وقت اس دنیا میں دوبار مروں گا.... ایک موت قارئین کے لیے ہو گی.... دوسری میرے اپنے لیے.... اور مجھے اسی موت کی فکر ہے.... جو میرے اپنے لیے ہو گی.... آپ میری اس موت کے لیے ہی دعا کریں.... کہ اچھی ہو.... ایمان پر ہو.... اور بس ایسا ہو گیا تو میں کامیاب.... ورنہ ناکام تا مت ہوا.... پہلی موت کا کامیابی اور ناکامی کا موت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس کا تعلق تو دنیا کی زندگی سے تھا.. ہاں!! ایک تعلق آخرت سے بنتا ہے.... یہ کہ اگر میں نے اپنے ناولوں کے ذریعے دین کا کچھ کام لیا ہے.... ان ناولوں کے ذریعے کچھ لوگوں نے کوئی نیکی کی بات سیکھ لی اور اس پر عمل پیرا بھی ہو گئے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے ہی.... میرے حق میں بھی بہتر ہو جائے گا.... لیجیے بات کہاں کی کہاں پہنچ گئی.... ان باتوں میں یہی بات بڑی ہے کہ....

اشتیاق احمد

خوفناک خیال

امجد آفاق کی نظر جونہی اس تصویر پر پڑی ..... وہ بہت زور سے اچھلا اور پھر وہیں ساکت کھڑا ہو گیا..... اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے بار بار تصویر کو دیکھا..... آنکھیں مل مل کر دیکھا۔ آخر بھرائی ہوئی آواز میں بولا:

"میکرزی!"

"یس سر۔" میکرزی نے فوراً کہا..... وہ پہلے ہی حیرت زدہ تھا کہ آفاق صاحب کو اس تصویر میں ایسی کیا بات نظر آگئی ہے۔

"تصویروں کی اس گیلری کے مالک کو بلاؤ..... جس نے اس نمائش کا انتظام کیا ہے۔"

"خیر تو ہے سر۔"

"سر فرازنیگ۔" امجد آفاق کی آواز حد درجے سرد ہو گئی۔

"یس سر۔"

"میں نے تم سے کتنی بار کہا ہے کہ مجھ سے سوال نہ کیا کرو۔"

"جی! نو سو تیرہ مرتبہ کہہ چکے ہیں آپ اب تک یہ بات۔"

"حد ہو گئی .... جاؤ .... اسے بلا کر لے آؤ۔" امجد آفاقی چلائے۔

"اوہ یس سر .... کیوں نہیں جناب۔"

اب گیلری میں موجود دوسرے لوگ بھی حیرت زدہ انداز میں انہیں دیکھ رہے تھے، لیکن انہیں تو جیسے کسی کی پرواہ ہی نہیں تھی .... بس ٹکر ٹکر تصویر کو دیکھ رہے تھے، یوں جیسے اس تصویر کو دیکھنے کے علاوہ دنیا میں کوئی کام نہ ہو۔

عین اس لمحے بھاری بھاری قدموں کی آواز سنائی دی اور ایک موٹا سا آدمی ان کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔

"ہاں جناب! میرے لیے کیا حکم ہے۔" اس کے لہجے میں ناخوش گواری تھی۔

"آپ .... آپ ہیں اس گیلری کے مالک۔" اس نے جل بھن کر کہا۔

"آپ کی تعریف۔"

"میرے جانے آپ ان تصاویر کی تعریف کیوں نہیں پوچھتے جناب۔"

"بدتمیز۔" وہ گرجے۔

"کیا .... آپ نے مجھے بدتمیز کہا .... آپ کی یہ جرأت، میری گیلری میں مجھے بدتمیز کہیں آپ، آپ فوراً یہاں سے نکل

جائیں .... ورنہ ملازمین کے ذریعے دھکے مار مار کر باہر نکلوا دوں گا۔"

"سیکرٹری۔" وہ گرجے۔

"یس سر۔" وہ کانپ گیا۔

"انہیں میرے پاس لانے سے پہلے تم نے میرا تعارف کرایا تھا۔"

"نو سر .... آپ نے انہیں بلا کر لانے کے لیے کہا تھا۔"

"تم ایک دم گدھے ہو۔"

"اس میں کیا شک ہے سر۔" اس نے فوراً کہا۔

"تو اب انہیں بتاؤ .... ہم کون ہیں .... اور انہیں بدتمیز کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔"

"ہرگز نہیں جناب! آپ چاہے ملک کے صدر کیوں نہ ہوں .... آپ مجھے بدتمیز نہیں کہہ سکتے ....." اس نے جھلا کر کہا۔

"تعارف کراؤ .... تعارف۔"

"سنیں جناب! یہ ہیں امجد آفاقی صاحب۔"

"کک .... کیا .... نن نہیں۔" وہ بہت زور سے اچھلا، اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔ پھر اس نے فوراً کہا۔

"میں بدتمیز .... میرا سارا خاندان بدتمیز۔"

"یہ کیا بات ہوئی جناب .... ابھی تو آپ کہہ رہے تھے .... یہ ملک کے صدر کیوں نہ ہوں .... پھر بھی آپ کو بدتمیز نہیں کہہ سکتے

اور اب آپ خود ہی اپنے آپ کو بد تمیز کہہ رہے ہیں۔"

"آپ نے شاید سنا نہیں .... ان کا نام کیا ہے .... امجد آفاقی۔"

"ہاں تو پھر .... کیا ہوا .... اس نام میں کیا بات ہے۔"

"یہ ریاست بالی کے شہزادے ہیں جناب ...."

"کیا .... ش .... نہیں۔" وہ آدمی خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔

"اب بتائیں .... آپ کا نام کیا ہے۔" امجد آفاقی نے گیلری کے مالک سے کہا۔

"خادم کو ایاز شاہ الٹانا کہتے ہیں۔"

"یہ الٹانا کیا ہوا بھئی .... یعنی آپ ہر چیز کو الٹا دیتے ہیں یا ہر چیز کا مطلب الٹا سمجھتے ہیں۔" انھوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی نہیں .... یہ میرا تخلص ہے۔"

"اوہ تو آپ شاعری بھی کرتے ہیں۔"

"جی نہیں .... بس تخلص رکھ لیا ہے .... کیا خبر کبھی شاعر بن ہی جاؤں۔" اس نے کہا۔

"بہت خوب! ہاں تو الٹانا صاحب میں آپ کی گیلری کی یہ تصویر خریدنا چاہتا ہوں۔"

"کیا ...." وہ چلا اٹھا۔

"کیوں .... کیا ہوا۔"

"م .... مجھے افسوس ہے سر۔"

"اس میں افسوس کی کیا بات ہے .... میں آپ کو اس کے منہ مانگے دام دوں گا .... اور اگر یہ آپ کی نہیں ہے .... میرا مطلب ہے .... اس کے بنانے والے نے ابھی تک اسے آپ کے ہاتھوں فروخت نہیں کیا تو آپ اس سے بات کر لیں .... اسے بتائیں .... کون اس تصویر کو خریدنا چاہتا ہے .... وہ جتنی رقم کہے گا میں اسے دوں گا۔"

"پہلے آپ بات سن لیں۔" الٹانا نے پریشان ہو کر کہا۔

"ہاں سنائیں۔"

"میں اس تصویر کے مالک سے ملنے گیا تو اس وقت اس کے پاس اور بہت سی تصاویر تھیں۔ اس کا کام ہی یہی ہے .... تصاویر بنانا اور فروخت کرنا .... دوسری تصاویر کے ساتھ جب میں نے اس تصویر کو دیکھا تو عجیب سا احساس ہوا .... میں بھی آخر ایک زمانے سے یہی کام کر رہا ہوں .... مجھے یہ تصویر ایک بہت بڑا شاہکار لگی .... سو میں نے اس سے کہا کہ یہ تصویر مجھے فروخت کر دے .... لیکن اس نے صاف انکار کر دیا .... اور کہنے لگا .... دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے .... وہ اس تصویر کو فروخت نہیں کرے گا۔ اس پر میں نے کہا کہ .... وہ فروخت نہ کرے .... اس کو گیلری میں لگانے تو دے .... اس لیے کہ یہ تصویر آرٹ کا ایک ایسا شاہکار ہے جو صدیوں بعد ہی نظر آتا ہو گا .... اس نے

مجھے تصویر دے دی.... یعنی صرف گیلری میں لگانے کے لیے.... سو یہ ہے کہانی.... اس لیے میں نے کہا تھا کہ مم.... مجھے افسوس ہے۔"

"ہو گا آپ کو افسوس.... آپ مجھے ان صاحب کا پتا بتائیں۔"

"ان کا نام انوار تاشیری ہے.... 903 اے بلاک میں رہتے ہیں۔"

"سیکرٹری.... پتا نوٹ کر لیا۔"

"یس سر۔"

"تو پھر کھڑے منہ کیا تک رہے ہو.... گاڑی سٹارٹ کرو.... اب ہم یہاں رک کر کیا کریں گے.... جب تک اس تصویر کو حاصل نہیں کریں گے.... چین سے نہیں بیٹھیں گے۔"

"اوہ! یس سر۔"

"سر.... میری درخواست ہے.... آپ ان کے پاس نہ جائیں.... وہ بہت اچھے آرٹسٹ ہیں.... بہت اچھے۔" انشا بولا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"میرا مطلب ہے.... کہ وہ اس تصویر کو فروخت کرنے پر آمادہ نہیں ہیں تو آپ بھی اس کو خریدنے کی کوشش نہ کریں.... ہاں جب آپ کا جی چاہا کرے.... آپ اس کے ہاں جا کر تصویر کو دیکھ آیا کریں۔"

"یکی اجازت میں اسے اور آپ کو دینے کے لیے تیار

ہوں۔" امجد آفاقی مسکرائے۔

"جی.... کیا مطلب؟"

"میں تصویر اس شرط پر خریدنے کے لیے تیار ہوں کہ آپ دونوں کا جب جی چاہے آ کر تصویر دیکھ لیا کریں۔"

"حد ہو گئی.... آپ نہیں مانیں گے.... خیر اللہ مالک ہے۔"

"آخر ہو کیا گیا۔"

"وہ فروخت نہیں کرے گا سر.... وہ اس تصویر کا دیوانہ ہے.... یوں کہ لیں اس کا غلام ہے۔"

"تک.... کیا.... تصویر کا غلام۔" گیلری میں کئی لوگ پکار اٹھے۔

"آخر وہ دیوانہ ہے اس کا.... غلام ہے اس کا.... تو ہم اس سے بڑھ کر غلام ہیں۔"

"واہ.... بہت خوب! خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔" ایک طرف سے آواز آئی۔

انھوں نے چونک کر دیکھا.... ایک خوب صورت آدمی ادھر کھڑا تھا.... اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی.... جس کا مطلب تھا کہ یہ الفاظ اس نے کہے تھے:

"یہ آپ بولے تھے۔"

"جی ہاں! میں نے سوچا.... بہت مزے کی گفتگو ہو رہی

ہے.... اس میں ایک آدھ جملہ میرا بھی شامل ہو جائے۔"

"اوہ اچھا.... اچھا جملہ ہے.... جاؤ معاف کیا۔" امجد آفاقی ہنس پڑے۔

"کیا مطلب.... اس میں معاف کرنے والی بات کہاں سے آگئی جناب۔" وہ خوب صورت آدمی آگے بڑھ آیا... اس کے انداز میں بہت بے فکری تھی۔

"آپ نے مجھے دیوانہ کہا.... شکر کریں میں نے معاف کر دیا...."

"ورنہ.... آپ کیا کرتے۔"

"گیلری سے باہر پھنکوا دیتا آپ کو.... لیکن اس وقت میں اس تصویر کے چکر میں ہوں۔"

اب اس خوب صورت آدمی نے تصویر کی طرف دیکھا.... وہ چرخہ کاتتی ہوئی ایک عورت کی تصویر تھی.... بوڑھی ترین عورت کی تصویر، اس کے چہرے پر بے شمار جھریاں تھیں.... اتنی کہ کیا اس سے زیادہ ہو سکتی تھیں.... اس کی آنکھوں سے دو آنسو لڑھک کر اس کے جھریوں بھرے گالوں پر لڑک گئے تھے.... اس کا ایک ہاتھ چرخے کے ہینڈل پر تھا.... دوسرے ہاتھ میں دھاگا تھا.... اور دھاگے والا ہاتھ اوپر اٹھا ہوا تھا.... چرخہ بھی حد درجے پرانا نظر آرہا تھا یوں لگتا تھا کہ چرخہ اس بوڑھی عورت سے بھی زیادہ پرانا ہے....

خوب صورت نوجوان نے تصویر کو دیکھا اور پھر دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا.... یہ دیکھ کر امجد آفاقی ہنسے اور بولے۔

"کیوں.... کیا ہوا.... میری بات سن کر سانپ سونگھ گیا۔"

"نہیں.... اس تصویر کو دیکھ کر سانپ سونگھ گیا ہے مجھے۔"

"کیا مطلب؟" امجد آفاقی نے چونک کر کہا۔

"واقعی.... یہ تصویر بہت خوب صورت کہی جا سکتی تھی۔"

"کیا کہا.... کہی جا سکتی تھی...." امجد آفاقی چلائے۔

"ہاں! کہی جا سکتی تھی.... لیکن میں ایسا کہہ نہیں سکتا۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"اسلام انسانی تصاویر بنانے کی اجازت نہیں دیتا۔"

"اوہ۔" کئی آوازیں ابھریں۔

"ہماری محنت اور مشقت مر گئی۔" امجد آفاقی جلدی سے بولا۔

"کیوں جناب! کیا آپ کو میری بات پسند نہیں آئی۔" خوب صورت آدمی ہنسا۔

"آپ کا نام کیا ہے.... پہلے تو یہ بتائیں۔"

"میں.... مجھے انسپکٹر جمشید کہتے ہیں۔"

"اوہ.... اوہ۔" امجد آفاقی دھک سے رہ گیا.... اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

"کیوں! اب آپ کو سانپ سونگھ گیا کیا۔" انسپکٹر جمشید

ہے۔

"نہیں.... آپ میں ایسی کیا بات ہے.... آپ ایک پولیس آفیسر ہیں نا.... بس۔" امجد آفاقی نے منہ بنایا۔

"اس میں شک نہیں.... آرٹسٹ نے اس تصویر پر حد درجے محنت کی ہے.... اس نے اپنی زندگی کے کتنے لمحات اس پر صرف کیے ہوں گے....“ انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"میرا خیال ہے.... ہمیں چلنا چاہیے۔" سیکرٹری نے گویا اسے یاد دلایا....

"اوہ ہاں! اچھا پھر ملیں گے۔" امجد آفاقی نے کہا اور جانے کے لیے مڑا۔

"میرا آپ کو ایک مشورہ ہے آفاقی صاحب۔" انہوں نے انسپکٹر جمشید کی آواز سنی۔

"چلیے سن لیتا ہوں.... اگرچہ مجھے آپ کے مشورے کی قطعاً ضرورت نہیں۔" انہوں نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"آپ اس تصویر کے مالک کے پاس نہ جائیں.... میرا خیال بھی یہی ہے کہ وہ اسے فروخت نہیں کرے گا۔"

"دیکھا جائے گا.... میں بھی اس کو خرید کر رہوں گا اور جب میں اسے اپنی گیلری میں سجاؤں گا تو پھر آپ کو دعوت دوں گا آ کر اسے میری گیلری میں دیکھیں.... یہ وہاں اچھی لگتی ہے یا یہاں۔"

اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اچھی بات ہے.... یونہی سہی.... لیکن میرا خیال ہے.... آپ مجھے کبھی بھی نہیں بلا سکیں گے۔ نہ تصویر آپ کو ملے گی.... نہ آپ مجھے بلائیں گے۔"

"خام خیالی ہے آپ کی.... چند دن بعد آپ میری گیلری کی سیر ضرور کریں گے۔"

"خوب! میں انتظار کروں گا.... اس دن کا۔" وہ مسکرا دیے۔

امجد آفاقی باہر کی طرف چل پڑا.... سیکرٹری اس کے پیچھے تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا....

اچانک انسپکٹر جمشید کو ایک خوفناک خیال آیا.... وہ فوراً باہر کی طرف دوڑ پڑے.... لیکن جب وہ گیلری کے دروازے پر پہنچے تو انہیں امجد آفاقی کی کار کہیں بھی نظر نہ آئی۔

اب وہ فوراً اندر کی طرف دوڑ پڑے۔

☆....☆....☆

ریاست کا شہزادہ

ان کے دوڑتے قدموں کی آواز سے گیلری گونج اٹھی..... دور سے ہی چلا اٹھے:

"انوار تاثیر کا فون نمبر بتائیں۔"

التانا نے فوراً کوڈ نمبر بتا دیا.... وہ اپنے موبائل پر جلدی جلدی نمبر ڈائل کرنے لگے.... لیکن پھر مایوسانہ انداز میں بولے۔

"افسوس! فون خراب ہے.... اب مجھے خود جانا ہوگا۔"

"معاملہ کیا ہے جناب۔" ایاز شاہ التانا نے خوف زدہ ہو کر پوچھا۔

"انوار تاثیر تصویر فروخت نہیں کرے گا...." وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔

"ہاں! یہی بات ہے.... تو پھر۔"

"اور امجد آفاقی بہت ضدی آدمی ہے.... اکھڑ ہے.... ہر حال میں اس کو خریدنے کی کوشش کرے گا۔"

"ہاں.... تو پھر۔" التانا نے بے چین ہو کر کہا۔

"بس تو پھر.... وہاں جو ہوگا.... اس کا اندازہ ہم یہاں لگا سکتے ہیں۔"

"آپ کا مطلب ہے.... لڑائی جھگڑا۔"

"بلکہ خون خرابہ۔" انسپکٹر جمشید نے کہا اور باہر کی طرف دوڑ پڑے۔

"یہ سب عجیب ہے.... بہت عجیب.... اس ایک تصویر کے لیے ایک انسان کو جان سے مارا جائے گا۔" ہال میں کسی بوڑھے نے کہا۔

"نہیں.... یہ ان کا خیال تھا.... وہ اس حد تک نہیں جائیں گے.... اول تو انوار تاثیر منہ مانگی قیمت پر تصویر فروخت کرنے پر آمادہ ہو جائے گا.... اور اگر وہ نہیں ہوگا تو امجد آفاقی مار پیٹ تک تو ہرگز نہیں جائیں گے۔"

"اوہو.... آپ لوگ امجد آفاقی کو نہیں جانتے.... انسپکٹر جمشید ٹھیک کہہ رہے تھے۔" ایاز بیگ التانا نے بوکھلا کر کہا۔

"کیا مطلب...." کئی آوازیں ابھریں۔

"امجد آفاقی ایک خونی انسان ہے.... خونی لوگ اس سے خوف کھاتے ہیں۔ اس سے دور بھاگتے ہیں۔"

"ارے باپ رے۔" کئی آوازیں ابھریں۔

"لیکن جناب التانا صاحب.... اگر وہ خونی آدمی ہے.... تو

حکومت نے آج تک اسے گرفتار کیوں نہیں کیا۔"

"اس کے خلاف آج تک کوئی ثبوت نہیں مل سکا۔"

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے.... یہ اس کے بارے میں کہانیاں ہوں.... بعض لوگوں کی کہانیاں زیادہ مشہور ہو جاتی ہیں.... اور وہ ایسے ہوتے نہیں.... یا لوگ خود کو مشہور کرنے کے لیے ایسے کردار ادا کرتے رہتے ہیں۔"

"اب دیکھو.... کیا ہوتا ہے۔" کسی نے کہا اور سب سوچ میں گم ہو گئے۔

ادھر انسپکٹر جمشید کی کار آندھی اور طوفان کی طرح اڑی جا رہی تھی۔ راستے میں سے ہی انہوں گھر فون کیا.... اور بتایا کہ آج اپنے وقت پر گھر نہیں پہنچیں گے.... وہ دفتر سے اٹھ کر گیلری کی طرف نکل آئے تھے اور ان کا پروگرام یہ تھا کہ گیلری کی تصاویر ایک نظر دیکھ کر گھر جائیں گے.... فون محمود نے سنا۔

"آپ کہاں ہیں ابا جان۔" محمود نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیوں.... کیا بات ہے۔" وہ چونک اٹھے۔

"آپ فوراً یہاں آ جائیں.... ہم اس وقت سخت خطرے میں ہیں۔"

"کیا.... کیا مطلب.... ادھر خطرہ کہاں سے آ ٹپکا۔"

"وہ نظر نہیں آ رہا۔" محمود بولا۔

"کون نظر نہیں آ رہا.... کیا کہہ رہے ہو بھائی۔" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"خطرہ.... ابھی تک نظر نہیں آ سکا.... لیکن فرزانہ کا خیال یہی ہے کہ ہم سخت خطرے میں ہیں۔"

"دیکھو! میں اس وقت نہیں آ سکتا.... ادھر بھی ایک ضروری مسئلہ در پیش ہے.... تم لوگ تھوڑی دیر انتظار کرو.... اور جہاں تک ہو سکے.... مجھے حالات سے باخبر رکھو۔"

"لیکن آپ کہاں ہیں۔"

"میں راجا بلاک کی طرف جا رہا ہوں.... وہاں ایک صاحب رہتے ہیں انوار تاثیر.... وہ آرٹسٹ ہیں.... تصاویر بناتے ہیں.... ان کے گھر پہنچنا ہے مجھے۔"

"کیا.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔" محمود چیخ پڑا۔

"کیا.... اب کیا ہوا۔"

"آپ.... آپ نے کیا نام بتایا.... انوار تاثیر.... آرٹسٹ ہیں۔"

"ہاں! لیکن بات کیا ہے۔"

"تب اس طرف نہیں.... اس طرف رخ کر لیں.... انوار تاثیر اس وقت ہمارے گھر میں موجود ہیں.... لیکن انہوں نے تو

خطرے والی کوئی بات نہیں کی۔"

"خطرے کا انہیں کیا پتا.... وہ تو بس ان کی طرف بڑھ رہا ہے۔"

"اللہ ان پر رحم کرے.... تو پھر آپ اس طرف آ رہے ہیں نا۔"

"نہیں.... پہلے میں امجد آفاقی کا تعاقب کرتے ہوئے ان کے گھر تک جاؤں گا.... پھر دیکھوں گا کہ اب مجھے کیا کرنا ہے.... کہاں جانا ہے۔"

"اچھی بات ہے.... لیکن ہمارا خیال ہے کہ آپ ادھر ہی آجائیں۔"

"نہیں.... تم اس سے نبٹو.... اور اگر وہاں کوئی خطرہ ہے تو اسے بھی خاطر میں لاؤ.... میں ادھر ہی جاؤں گا.... مجھے یہ کوئی چکر لگتا ہے.... دیکھو نا.... ادھر میں تصویر والے معاملے میں الجھا.... ادھر تم تصویر کے آرٹسٹ میں الجھے.... یہ اتفاق نہیں ہو سکتا۔"

"اوہ.... آپ ٹھیک کہتے ہیں.... خیر یونہی ٹھیک رہے گا۔" محمود نے کہا۔

اور انہوں نے فون بند کر دیا.... پھر ان کی گاڑی انوار تاثیر کے گھر کے سامنے رکی.... انہوں نے دیکھا۔ وہاں امجد آفاقی کی کار موجود نہیں تھی.... انہوں نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں

جب کوئی نظر نہ آیا تو دروازے پر دستک دی.... تین منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک خوف میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"کک.... کون؟"

"کیا آپ انوار تاثیر ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں! میں ہی ہوں۔"

وہ حیرت زدہ رہ گئے.... انہوں نے سوچا.... اگر یہاں انوار تاثیر موجود تھا تو ان کے گھر میں پھر کون انوار تاثیر کے نام سے موجود تھا.... جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو انہوں نے سر کو جھٹکا دیا اور بولے۔

"مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے.... نام انسپکٹر جمشید ہے۔"

"اوہ.... اچھا.... ایک منٹ ٹھہریں.... میں ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولتا ہوں۔"

"شکریہ!" وہ بولے۔

پھر ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا.... وہ اندر داخل ہوئے.... اندر ایک خوف زدہ اور بہت زیادہ سہما ہوا نوجوان ان کے سامنے کھڑا تھا۔

"آپ انوار تاثیر ہیں۔"

"جی.... جی ہاں۔"

"اوہ اچھا.... آپ اس قدر خوف زدہ کیوں ہیں۔"

"کک.... کوئی.... کوئی مجھے جان سے مار ڈالنا چاہتا ہے.... ابھی ابھی اس کا فون ملا تھا.... یہ کہ میں وہ تصویر انہیں دے دوں.... ورنہ مجھے جان سے مار ڈالے گا۔"

"اوہ.... اس نے اپنا کیا نام بتایا؟" وہ بولے۔

"نام اس نے نہیں بتایا۔"

"وہ آپ سے آپ کی کون سی تصویر چاہتا ہے۔"

"چرخہ کاتتی عورت والی۔"

"تب پھر.... آپ اسے تصویر فروخت کر دیں۔"

"نن نہیں.... میں وہ تصویر فروخت نہیں کر سکتا۔"

"آخر کیوں.... عام طور پر تصاویر بناتے ہی اس لیے ہیں.... کہ ان کی تصاویر فروخت ہوں.... انہیں اچھے پیسے ملیں.... لیکن آپ کہتے نظر آتے ہیں.... کہ میں وہ تصویر فروخت نہیں کروں گا.... آخر اس تصویر میں ایسی کیا بات ہے۔"

"میں اس تصویر کا غلام ہوں۔"

"کیا.... کیا کہا۔" وہ دھک سے رہ گئے۔

"میں اس تصویر کا غلام ہوں.... اور غلام اپنے آقا کا سودا نہیں کیا کرتے.... اسے بیچا نہیں کرتے۔"

"آپ بہت عجیب باتیں کر رہے ہیں.... اس تصویر کو آپ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے.... پھر وہ تصویر آپ کی آقا کیسے ہو گئی۔"

"یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں۔"

"پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس تصویر کے غلام ہیں۔"

"جب سے میں نے اس کو بنایا ہے.... ہر کوئی یہی کہتا نظر آتا ہے کہ اس سے بڑھ کر شاہکار تصویر خود میں بھی نہیں بنا سکتا۔"

"اس سے کیا ہوتا ہے.... ایسی باتیں تو لوگ کیا ہی کرتے ہیں۔"

"بہر حال.... تصویر خود مجھے بھی حد درجے پسند ہے.... اور میں خود کو اس کا غلام محسوس کرتا ہوں اور اس کو فروخت نہیں کر سکتا۔"

"بات اب بھی سمجھ میں نہیں آئی...." انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی.... کیا مطلب؟"

"اگر وہ تصویر آپ کے نزدیک اس قدر اہم ہے.... کہ آپ خود کو اس کا غلام تصور کرتے ہیں تو پھر.... آپ نے اس کو تصاویر کی گیلری میں کیوں رکھوایا.... اس کو شہرت کیوں دی.... نہ آپ اس کو گیلری میں رکھتے.... نہ اسے شہرت ملتی.... اور نہ کوئی آپ کے پیچھے پڑتا۔"

"یہ کام ایاز شاہ الناما کی وجہ سے ہوا.... وہ بس میرے پیچھے پڑ گیا.... پہلے تو وہ بھی یہی کہتا رہا تھا کہ میں تصویر اس کے ہاتھ فروخت کر دوں.... جب میں نے اس کو بتایا کہ کم از کم میں اس تصویر کو فروخت نہیں کروں گا.... چاہے دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے.... تب اس نے اس کو صرف گیلری میں رکھنے کی ضد کی.... اور میں نے تنگ آکر اس کی بات مان لی.... لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ مجھے اس کی بات نہیں ماننا چاہیے تھی۔"

"ہوں خیر.... سوال یہ ہے کہ آپ خوف زدہ کیوں ہیں۔"

"تین دن سے مجھے مسلسل فون موصول ہو رہے ہیں.... فون کوئی ایک آدمی نہیں کر رہا.... مختلف لوگ کر رہے ہیں.... لیکن ان سب کا مطالبہ ایک ہی ہے.... یہ کہ میں اس تصویر کو فروخت کر دوں اور اسی پر میں حیران ہوں.... آخر ایسا کیوں ہے.... اب پھر فون ملا تھا کہ اب وہ زیادہ انتظار نہیں کر سکتا.... تصویر دے دیں یا پھر موت کو گلے لگا لیں۔"

"کیا کہا.... موت کو گلے لگا لیں۔"

"ہاں! اور جب میں نے یہ سن کر بھی انکار کیا تو مجھ سے کہا گیا.... اچھا پھر ہم آ رہے ہیں.... تمہارا کام تمام کرنے.... ان حالات میں میں خوف زدہ نہیں ہوں گا تو کیا ہوں گا۔"

"اوہ.... لیکن آپ کی طرف تو امجد آفاقی روانہ ہوا تھا۔"

"یہ.... یہ کون ہے۔"

"ایک ریاست کا شہزادہ۔"

"اس نام کا کوئی شخص مجھ تک نہیں پہنچا۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"کہانی میں بہت الجھن ہے.... پتا نہیں کیا چکر ہے.... بہر حال میں آپ پر حملہ کرنے والے سے ٹکرا جاؤں گا.... آپ صرف یہ بتائیں کہ آپ نے کسی کو ہمارے گھر...."

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے.... عین اسی لمحے دروازے پر ہولناک دستک ہوئی تھی۔

☆....☆....☆

بے موت

فون بند کر کے محمود ملاقاتی کی طرف مڑا:

"تو آپ انوار تاثیر ہیں.... یہی نام بتایا ہے نا آپ نے.... معاف کیجئے گا.... ہمارے والد صاحب کا فون تھا.... ہمارے والد صاحب ہمیں فون پر بتا رہے تھے کہ وہ انوار تاثیر کی طرف جا رہے ہیں.... جو کہ ایک آرٹسٹ ہیں.... یہی آپ نے بتایا تھا اس لیے ہمیں یہ سن کر حیرت ہوئی اور میں نے یہی سوچا کہیں ہم کسی خطرے میں تو نہیں گھرنے والے.... میری بات سن کر بھی انہوں نے اس طرف آنے کا پروگرام نہیں بنایا.... اب آپ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے.... میں دراصل ابھی آپ کو پوری بات بتا نہیں پایا تھا کہ فون کی گھنٹی بج گئی.... میں انوار تاثیر نہیں.... ان کا بھائی ہوں اور انہوں نے مجھے ادھر بھیجا تھا.... تاکہ میں انہیں بتا سکوں۔ ہم کسی چکر میں پھنس گئے ہیں۔"

"انوار تاثیر کا فون نمبر بتائیں۔"

"ان کا فون کئی روز سے بالکل بند ہے.... فون نہیں ہو سکے گا۔"

"تب پھر آپ کی بات کی تصدیق کیسے ہو سکتی ہے۔"

"یا تو آپ لوگ میرے ساتھ وہاں چلیں.... یا آپ میں سے کوئی جا کر ان سے میرے بارے میں پوچھ لیں.... لیکن پہلے آپ کہانی تو سن لیں۔"

"ہمارے والد صاحب وہاں پہنچ چکے ہیں.... وہ جلد فون کریں گے۔ ہمیں جانے کی ضرورت نہیں.... آپ کہانی سنائیں۔"

"کہانی حد درجے عجیب ہے.... انوکھی ہے.... اور سمجھ میں آنے والی نہیں.... میرے بھائی انوار تاثیر ایک اچھے آرٹسٹ ہیں.... ان کی کئی تصاویر بہت بڑی رقموں کے بدلے میں فروخت ہوئی ہیں.... پچھلے دنوں انہوں نے ایک تصویر بنائی.... ایک بوڑھی عورت کی تصویر جو چرخہ کات رہی ہے.... وہ تصویر آرٹ کا ایک زبردست نمونہ ہے.... خود انوار کو وہ تصویر دیکھ کر بہت حیرت ہوئی تھی.... اور اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس تصویر کو اپنے پاس رکھے گا.... فروخت ہرگز نہیں کرے گا.... ایسے میں ان کی تصویر خریدنے والا جو آرٹ گیلری کا مالک بھی ہے.... اور جس کا نام ایاز شاہ الثانا ہے.... وہ ان کے پاس آیا...."

"ایک منٹ جناب.... آپ نے کیا نام بتایا۔"

"ایاز شاہ الثانا۔"

"یہ الثانا کیا نام ہوا۔"

"تخلص ہے۔" اس نے منہ بنایا۔

"تو آپ بڑے بڑے منہ کیوں بنا رہے ہیں۔"

"اس لیے کہ ان کا یہ تخلص مجھے بالکل پسند نہیں.... لیکن انہوں نے اس کو پسند کیا ہے.... اب ہر کوئی پوچھتا ہے.... یہ الثاتا کیا نام ہوا۔"

"خیر.... آگے فرمائیں۔"

"ایاز شاہ نے جب اس تصویر کو دیکھا تو فوراً اس کو خریدنے کے لیے تیار ہو گیا۔ لیکن انوار نے بتایا کہ وہ یہ تصویر ہرگز فروخت نہیں کرے گا.... اس نے بہت زور لگایا.... زیادہ سے زیادہ رقم دینے کی کوشش کی.... اس پر بھی انوار نہ مانا تو الثاتا نے کہا کہ اچھا اس کو گیلری میں لگانے تو دیا جائے.... انوار نے یہ بات منظور کر لی....

اب جس روز سے تصویر گیلری میں لگی ہے.... اس روز سے انہیں برابر فون پر فون آ رہے ہیں.... ہر فون کرنے والا بس ایک ہی بات کہتا ہے...." وہ یہاں تک کہہ کر رک گیا۔

"یہ کہ تصویر کو فروخت کر دو۔"

"ہاں.... انوار پریشان ہو گیا کہ آخر یہ کیا چکر ہے.... آخر تصویر میں ایسی کون سی بات ہے.... یہ تو ٹھیک ہے.... وہ ایک بہت اچھی تصویر ہے.... لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر کوئی اس کا دیوانہ ہو جائے.... بس یہ بات بھائی صاحب کی سمجھ میں نہیں آئی.... وہ الجھن کا شکار ہو گئے.... آخر انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ وہ اس تصویر کو فروخت ہرگز نہیں کریں گے.... اس لیے کہ وہ اس تصویر

کے غلام ہیں۔"

"کیا.... کیا.... تصویر کے غلام۔"

"ہاں! یہ بات انہوں نے مجبوراً کہنا شروع کر دی کہ وہ اس تصویر کے غلام ہیں۔"

"اور پھر.... اس کے بعد۔"

"فون آنے کا سلسلہ پھر بھی جاری رہا.... آخر انہیں فون بند کرنا پڑ گیا۔"

"آپ ہمارے پاس کیوں آئے۔"

"انوار کا خیال ہے.... آپ کے والد انہیں اس چکر سے نجات دلوا سکتے ہیں۔" اس نے کہا۔

"آپ اس تصویر کو گیلری سے اٹھوا لیں۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا...."

"جی.... کیوں۔"

"تصویر تو اب بہت سے لوگ دیکھ چکے ہیں.... لوگ تو انوار سے رابطہ کر رہے ہیں.... ایاز شاہ الثاتا سے نہیں.... اس سے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہتے ہیں.... یہ تصویر فروخت کر دیں.... وہ بتا دیتا ہے کہ تصویر انوار تاثیر کی ہے اور وہ اس کو بیچنے پر ہرگز تیار نہیں.... اس طرح لوگ انوار سے بات کرتے ہیں۔"

"سوال یہ ہے کہ انوار صاحب تصویر فروخت کیوں نہیں کر دیتے۔"

"بس! جب اس نے تصویر بنائی تھی.... تو اس وقت یہ طے کر لیا تھا کہ وہ اسے فروخت نہیں کرے گا.... ایک تو یہ کہ اسے وہ آرٹ کے لحاظ سے اپنی بہترین تصویر نظر آتی تھی دوسرے یہ کہ...." وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"کہیے کہیے.... آپ رک کیوں گئے.... ہم بہت غور سے آپ کی باتیں سن رہے ہیں۔"

"یہ بات نہیں.... میں اس لیے نہیں رکا کہ دیکھوں.... آپ میری بات غور سے سن رہے ہیں یا نہیں.... میں سوچنے لگ گیا تھا کہ آپ کو دوسری بات بتائی جائے یا نہیں۔"

"اگر اس میں کوئی حرج ہے تو نہ بتائیں۔"

"وہ تصویر دراصل اس کی ماں کی ہے۔"

"کیا!!!" وہ چلا اٹھے۔

"ہاں!! اس ماں نے انہیں چرخہ کات کر پالا.... کیونکہ باپ بچپن میں ہی فوت ہو گیا تھا.... اور بھی کوئی ایسا رشتے دار نہیں تھا جو ان کا سہارا بنتا.... ماں کو چرخہ کاتنے کے سوا کوئی کام آتا نہیں تھا.... لہٰذا وہ دن رات چرخہ کات کر اتنے پیسے کماتی تھی کہ ہم تینوں کی گزر بسر ہو سکے.... اس تصویر کو اس نے تصویر میں سمویا.... اور یہ اعلان کیا کہ وہ اس تصویر کو فروخت نہیں کرے گا.... لیکن اب یہ لوگ اس تصویر کے پیچھے پڑ گئے ہیں.... پتا نہیں کیوں۔"

"خیر.... یہ معاملہ واقعی سنجیدہ سا ہے.... کوئی اپنی ماں کی تصویر کو کیسے فروخت کر دے.... لیکن اس صورت میں انوار ان لوگوں کو بتا دیں کہ وہ دراصل یہ تصویر ان کی والدہ کی ہے.... لوگ خود بخود باز آ جائیں گے۔"

"وہ ایسا کر چکا ہے.... لوگ باز نہیں آ رہے...."

"حد ہو گئی۔"

"اور اب تو سنا ہے.... کچھ اور بڑے لوگ اس معاملے میں شامل ہو گئے ہیں۔"

"حیرت ہے.... آخر ان لوگوں کو کیا دلچسپی ہے۔"

"یہ بات ہی تو سمجھ میں نہیں آتی۔"

"اب ہمارے والد صاحب خود وہاں پہنچ گئے ہیں.... آیئے ہم بھی وہیں چلتے ہیں.... ضرور اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ڈھونڈ لیں گے۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

اور پھر وہ اسے اپنی کار میں لے کر وہاں سے روانہ ہوئے.... انوار انہیں راستا بتاتا رہا.... پھر وہ کوٹھی کے دروازے پر کار سے اترے.... انوار آگے بڑھا.... اور دروازے پر دستک دی....

ایک منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک سرد آواز سنائی دی۔

"تم لوگ پوری طرح زد میں ہو.... چپ چاپ اندر آ جاؤ۔"

وہ دھک سے رہ گئے .... ابرار تو لگا کانپنے .... پھر وہ اندر
داخل ہوئے .... انہیں کوٹھی کے صحن میں لایا گیا .... وہ یہ دیکھ کر
دھک سے رہ گئے کہ ان کے والد صاحب ایک کرسی سے بندھے بیٹھے
تھے .... ایک اور صاحب بھی بندھے نظر آئے .... وہ فوراً سمجھ گئے کہ
یہ انوار ہے ....

"السلام علیکم خواتین و حضرات۔" فاروق نے خوش ہو کر
کہا۔

"حد ہو گئی .... یہاں تمہیں خواتین کہاں سے نظر آ رہی
ہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"گھر کے اندر تو ہوں گی نا کیوں انوار صاحب .... ابرار
صاحب۔"

"جی نہیں .... ہم دونوں اکیلے ہیں .... ابھی ہم نے شادی
نہیں کی۔"

"اوہ .... اور کوئی ملازم۔"

"ہم ملازم بھی نہیں رکھتے .... دونوں اپنے کام خود کرتے
ہیں۔"

"آپ نے دیکھا ابا جان۔" فاروق مسکرایا۔

"کیا دیکھا ....؟" انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"صرف السلام علیکم کہنے سے کتنی باتیں معلوم کر لیں ہم

نے۔"

"اوہ ہاں! یہ تو ہے .... خیر .... تم لوگ کیسے آ گئے۔"

"ابرار صاحب نے انوار صاحب کی کہانی سنائی .... ادھر آپ
کے بارے میں پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ یہاں ہیں .... بس ہم بھی
یہاں آ گئے .... کیا ہم نے غلط کیا۔"

"ہاں۔" وہ بولے۔

"کیا کہا .... آپ نے .... ہاں۔"

"ہاں! میں نے یہی کہا ہے .... ہاں۔"

"تب تو ہم واپس چلے جاتے ہیں .... آیئے ابرار صاحب ....
لیکن نہیں ابرار صاحب کو ساتھ لے جا کر ہم کیا کریں گے۔"

"انہی کی وجہ سے تو میں کہہ رہا تھا .... غلطی کی۔"

"جی .... کیا مطلب۔"

"بھئی پہلے یہاں ایک بھائی پھنسا ہوا تھا .... اب دونوں
پھنس گئے ...."

"اوہ ہاں واقعی .... لیکن ان کے ساتھ ہم جو پھنس گئے ہیں
ابا جان۔" محمود نے منہ بنایا۔

"بھئی ہمارا کیا ہے .... ہم تو پھنستے ہی رہتے ہیں۔"

"یہ بات بھی معقول ہے۔"

"تب یہاں غیر معقول بات کون سی ہے۔" فاروق جل گیا۔

"ابھی سوچا نہیں...." محمود فوراً بولا.... فرزانہ مسکرا رہی تھی۔

"یہاں کیا معاملہ ہے.... ان شریف لوگوں نے آپ کو کیوں باندھ رکھا ہے۔" فرزانہ نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔

وہاں چار عدد نقاب پوش موجود تھے.... ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے پستول تھے.... اور انداز سے کافی خونخوار نظر آ رہے تھے۔

"اب تم لوگوں کو بھی باندھیں گے۔" ان میں سے ایک نے غرا کر کہا۔

"اوہو.... وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن باندھیں گے کس خوشی میں.... یہ تو بتاؤ۔"

"حد ہو گئی.... باندھا بھی کسی خوشی میں جاتا ہے۔"

"اوہ ہاں واقعی.... ہاں تو جناب آپ نے انہیں کس رنج میں باندھا ہے۔" فاروق فوراً بولا۔

"توبہ ہے تم سے۔" فرزانہ جھلا اٹھی۔

"اور حیرت تو ابا جان پر ہے.... آپ کو ان لوگوں نے کیسے باندھ دیا۔"

"بس مذاق مذاق میں۔" وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب.... مذاق مذاق میں۔"

"ہاں! انہوں نے زوردار انداز میں دستک دی.... میں سمجھ

گیا.... آ گئے حملہ آور.... یعنی تصویر کے خریدنے والے.... سو میں نے سوچا.... یہ جاننے کے لیے کہ یہ لوگ آخر چاہتے کیا ہیں.... خود کو بندھوا لیا جائے.... ویسے بھی بہت دن ہو گئے تھے خود کو بندھوائے۔" انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"حد ہو گئی.... آپ تو آج بالکل ہمارے انداز میں بات کر رہے ہیں.... اللہ اپنا رحم فرمائے.... آج خیر نہیں۔" فرزانہ نے چونک کر کہا۔

"آج خیر نہیں.... کس کی خیر نہیں.... ابا جان کی یا ہماری.... یا انوار اسرار صاحبان کی۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"نہیں.... ان لوگوں کی.... جنہوں نے انہیں باندھا ہے۔"

"اے خبردار.... ہم یہاں تم لوگوں کی تقریریں سننے نہیں آئے.... کیا ضرورت تھی تمہیں اس معاملے میں ٹانگ اڑانے کی...." ان میں سے ایک نے غرا کر کہا۔

"فاروق نے فوراً اپنی ٹانگوں کی طرف دیکھا اور نفی میں سر ہلا کر بولا۔

"کم از کم میری ٹانگیں تو اڑی ہوئی نہیں ہیں۔"

"ابھی کرسی کے پائے سے اڑی ہوں گی.... فکر نہ کرو۔"

"آپ کہتے ہیں تو نہیں کرتا۔"

"حد ہو گئی فاروق .... تم بالکل بھول رہے ہو .... یہ جملہ تم ابا جان سے کہا کرتے ہو۔"

"لو وحشت تیرے کی۔" فاروق نے کہا اور جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"اف .... اب تم یہ بھی بھول گئے کہ یہ کام دراصل محمود کا ہے اور جھلا کر ران پر ہاتھ مارتا ہے .... نا کہ تم۔"

"شکریہ! تم نے اس قدر کام کی بات مجھے یاد دلا دی .... ورنہ میں تو مارا گیا تھا بے موت۔"

"مارے گئے تھے بے موت .... وہ کیسے۔"

"ایسے کہ میں خود کو محمود سمجھنے لگ جاتا .... اور کیا؟"

عین اس لمحے انہوں نے چاقو کھلنے کی آواز سنی .... انہوں نے انوار اور ابرار کے رنگ اڑتے دیکھے۔

☆....☆....☆

کیا!!!

"ارے ارے .... یہ کیا کر رہے ہو۔" فاروق نے لرز کر کہا۔

"ہش .... ہو گئی سٹی گم۔"

"سٹی بے چاری کی کیا مجال کہ چاقو کھلنے کی آواز سنے اور گم نہ ہو۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"چپ چاپ خود کو ہمارے حوالے کرو ....." دوسرا سرد آواز میں بولا۔

"میرا مشورہ بھی یہی ہے بھئی۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آپ کا مشورہ سر آنکھوں پر۔" محمود نے فوراً کہا۔

"اس مشورہ کو پتا نہیں کیا ہے .... جب دیکھو سر آنکھوں پر نظر آتا ہے۔"

"اپنی آنکھوں کا علاج کراؤ۔" فرزانہ چہکی۔

"تم لوگ اب بالکل نہیں بولو گے .... ورنہ ہم باندھے بغیر ہی تمہیں ڈھیر کر دیں گے۔"

"ہائیں .... تو کیا تم لوگوں کا پروگرام ہمیں باندھ کر ڈھیر کرنے کا ہے ....." فاروق کانپ کر بولا۔

"ہاں بالکل.... اب تمہیں زندہ تو چھوڑنے سے رہے۔"

"سن لیا بھائی اسرار صاحب.... آپ اپنے ساتھ ہمیں بھی لے ڈوبے۔"

"نہیں.... ہمیں افسوس ہے.... لیکن...." اسرار نے حیران ہو کر کہا۔

"لیکن کیا.... یہ آپ لیکن صاحب کو کہاں سے لے آئے اٹھا کر.... ہم تو خود اس سے بہت تنگ ہیں۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"کس سے۔" فرزانہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بھئی لیکن سے.... جب دیکھو جملوں کے درمیان میں ٹپک پڑتا ہے۔"

"اوہ.... نن نہیں.... اس کی یہ مجال۔" فرزانہ نے آنکھیں نکالیں۔

"ہائیں ہائیں.... کیا تم اب لیکن پر حملہ کرو گی۔" فاروق گھبرا گیا۔

"یہ لوگ یوں نہیں مانیں گے۔" تیسرا چلا اٹھا۔

"اب عقل آئی۔" محمود مسکرایا۔

"کیا مطلب؟" چاروں ایک ساتھ بولے۔

"ہم اس طرح نہیں مانیں گے.... یہ بات تم نے اب سوچی.... حالانکہ بہت پہلے سوچ لینی چاہیے تھی۔"

"اف.... کن لوگوں سے پالا پڑ گیا ہے.... دیکھو بھائی.... اب بس خود کو چپ چاپ بندھوا لو.... ورنہ پھر۔" چوتھا غرایا۔

اس کی آواز حد درجہ سرد تھی۔

"محمود، فاروق اور فرزانہ.... میں تمہیں حکم دیتا ہوں، اب خود کو بالکل خاموشی سے بندھوا لو.... ان کا وقت نہ ضائع کرو۔"

"جی.... اچھا.... آپ کہتے ہیں تو نہیں کرتے ورنہ ہم نے تو سوچا تھا.... ان کا وقت برباد کریں گے.... اتنا برباد کریں گے کہ کیا کسی نے کیا ہو گا اور اس کے بعد یہ لوگ زندگی بھر وقت کو آباد ہوتے نہیں دیکھ سکیں گے۔"

"مان گیا.... میں.... بلکہ ہم سب مان گئے۔" ان میں سے ایک نے تھک کر کہا۔

"چلیے اب تو آپ بھی مان گئے.... لیجیے.... باندھ لیجیے ہمیں.... آپ بھی کیا یاد رکھیں گے۔" فاروق نے ہاتھ آگے کر دیے۔

"ایسے نہیں.... کرسیوں پر بیٹھ جاؤ.... جیسے تمہارے والد اور یہ الو بندھا ہوا ہے.... اس طرح باندھیں گے۔"

"ہائیں.... آپ نے انوار صاحب کو الو کہا.... ایک بہت بڑے آرٹسٹ کو.... جن کی تصویر اس بار پوری دنیا میں بین الاقوامی مقابلہ جیتے گی۔"

"کیا!!!"

وہ چاروں اس قدر زور سے چلائے کہ ان کے کان جھنجھنا اٹھے۔

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے.... وہ چاروں فاروق کی پھٹی پھٹی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے....

"کیا ہوا بھائی.... کیا میں نے کوئی بہت غلط بات کہہ دی۔"

"بہت نہیں.... بہت زیادہ.... بلکہ اس سے بھی زیادہ۔"

"تب میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں.... اور یہ الفاظ ان کے بدلے میں کہتا ہوں.... ان کی تصویر اس بار کسی مقابلے میں بھی نہیں جیتے گی۔"

"خاموش۔ تم نے یہ بات کیسے کہہ دی۔" ایک نے حیران ہو کر کہا۔

"کک.... کون سی بات۔"

"یہی.... انعام جیتنے والی۔"

"بس سوچے سمجھے بغیر کہہ دی۔"

"لیکن بات یہی ہے۔"

"بات یہی ہے.... کیا مطلب؟"

"ہمارے استاد کا کہنا ہے.... اس تصویر کو بین الاقوامی مقابلے میں اول انعام ملے گا.... پتا ہے.... اول انعام کتنا ہو گا۔"

"ہاں! مجھے پتا ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آپ کو پتا ہے۔" تینوں ایک ساتھ بولے۔

"ہاں! پتا ہے.... لیکن سوال یہ ہے کہ انہیں کس طرح پتا ہے کہ اول انعام یہ تصویر جیتے گی.... اس کا فیصلہ تو ماہرین تمام تصاویر کو دیکھ کر لگاتے ہیں۔"

"جس شخص کو سب سے آخر میں فیصلہ دینا ہے.... اس نے پوری دنیا کا چکر لگا کر گیلریوں میں لگی تصاویر دیکھی ہیں...."

"تب پھر وہ یہ کیسے بتا سکتا ہے.... یہ انعام اس تصویر کو ملے گا۔"

"اس نے کچھ نہیں بتایا.... لیکن اس کی حرکات و سکنات کا اندازہ کچھ اور لوگوں کو ہے.... ان میں سے ہر ایک نے یہ اندازہ لگایا ہے۔"

"ہم سمجھے نہیں۔"

"اس سے زیادہ تو ہم بھی نہیں سمجھے۔"

"ہوں.... اچھا خیر.... ہمیں کیا.... آپ اپنا کام کریں۔"

اب انہیں باندھا گیا.... پھر وہ انوار کی طرف مڑے۔

"اب بتاؤ.... تم وہ تصویر فروخت کرتے ہو یا نہیں۔"

"نہیں۔" انسپکٹر جمشید فوراً بولے۔

"آپ پھر بولے۔"

"اب میں اور کیا کروں....."

"انوار کو جواب دے دیں۔"

"چلیے انوار صاحب..... کہہ دیں..... نہیں۔"

"نہیں۔" اس نے فوراً کہا۔

"یہ تم ان کے کہنے پر کہہ رہے ہو۔"

"نہیں۔" اس نے فوراً کہا۔

"کیا مطلب؟"

"یہ نہ کہتے..... تب بھی یہی کہتا..... نہیں۔"

"حد ہو گئی..... کیا تم لوگوں نے نہیں کہنے پر کمر باندھ رکھی ہے؟" ان میں سے ایک نے جھلا کر کہا۔

"دیکھو بھئی..... تصویر ان کی ہے..... ان کی مرضی..... یہ اس کو فروخت کریں یا نہ کریں، آپ زبردستی خریدنے والے کون ہیں؟"

"امجد آفاقی کا نام سنا ہے۔" دوسرا طنزیہ بولا۔

"ہاں! سنا ہے..... تو پھر؟" انسپکٹر جمشید چونکے۔

"وہ اس تصویر کو خریدنا چاہتے ہیں....."

"اوہو تو پھر..... تمہارا اس معاملے سے کیا تعلق۔"

"وہ شریف آدمی ہیں..... کیسے خرید سکتے ہیں..... جب کہ انوار تاثیر فروخت نہیں کر رہے..... لہٰذا ہم نے سوچا، کیوں نہ یہ

تصویر حاصل کر کے ان کے ہاتھ فروخت کر دیں..... اس طرح بہت اچھی رقم ملے گی۔"

"یہ کہانی تم نے ابھی ابھی گھڑی ہے....." انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

"اوہو اچھا..... کیا واقعی۔" تیسرے کا انداز مذاق اڑانے والا تھا۔

"ہاں! واقعی۔" وہ بولے۔

"تو بھی آپ لوگوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا..... ہم کہانی گھڑیں یا نہ گھڑیں..... آپ کو تصویر ہمارے حوالے کرنا ہو گی..... اور ایسا رضامندی سے کرنا ہو گا..... ہمیں تحریر لکھ کر دینا ہو گی کہ آپ نے اپنی مرضی سے تصویر ہمیں دی ہے اور اس کی مناسب قیمت وصول کی ہے..... اب یہ لوگ ہی اس تصویر کے مالک ہیں..... بس صرف اتنی سی بات ہے..... کہو مسٹر انوار..... آپ یہ لکھ کر دیں گے..... پھر ہم تصویر گیلری سے اٹھا لیں گے..... ایاز شاہ النانا کوئی اعتراض نہیں کر سکے گا۔"

"کیا یہ بہتر نہیں رہے گا کہ آپ میرا پیچھا چھوڑ دیں۔" انوار تاثیر نے منہ بنایا۔

"نہیں بھئی..... کیا بات کرتے ہیں..... یہ تصویر ایک کروڑ ڈالر کی قیمت کی ہے....." ایک نے جھلا کر کہا۔

"سوری جناب! دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے ..... میں یہ تصویر نہیں بیچوں گا .... اور آپ کو ہی نہیں .... کسی کو بھی نہیں فروخت کروں گا۔"

"تصویر ہم خریدیں گے .... ہم ہی آپ سے خریدیں گے .... اور آپ کے یہ دوست بھی آپ کو نہیں بچا سکیں گے۔" ایک نے طنزیہ کہا۔

"سنا آپ نے .... میں نے تو آپ کا بہت نام سنا تھا .... لیکن آپ تو صابن کی جھاگ ثابت ہوئے .... آپ تو کوئی کام بھی نہیں دکھا سکے .... معلوم ہوا .... آپ کی شہرت بلاوجہ ہے .... اخبارات جھوٹی کہانیاں شائع کرتے رہتے ہوں گے .... آپ اپنا نام مشہور کرنے کے لیے اخبارات کے ایڈیٹرز کو بھاری رقوم ادا کرتے ہوں گے۔"

"آپ کا اندازہ سو فیصد غلط ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"تب پھر .... آپ کام دکھائیں نا ....."

"آپ دیکھ نہیں رہے .... ہمارے ہاتھ کمر کی طرف بندھے ہوئے ہیں۔"

"او ہاں .... یہ تو ہے .... لیکن سوال یہ ہے کہ کیوں بندھے ہوئے ہیں .... آپ نے دشمن کو اتنی مہلت کیوں دی۔"

"آپ کی وجہ سے۔" انسپکٹر جمشید نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میری وجہ سے ....."

"ہاں! ہم لوگ بندھے ہوئے نظر آ رہے ہیں تو آپ کی وجہ سے۔"

"یہ مجھ پر سراسر الزام ہے۔"

"جی نہیں .... یہ الزام نہیں .... سچ ہے .... ہم نے اگر خود کو بندھوایا ہے تو آپ کی وجہ سے، ورنہ آپ کو چوٹ لگ سکتی تھی .... گولی بھی لگ سکتی تھی۔"

"اوہ اوہ۔" وہ چونکا۔

"اب بات سمجھ میں آئی۔" فاروق مسکرایا۔

"ہاں آئی .... لیکن اب سنے گا کیا۔"

"ایسے موقعوں پر آملیٹ بنا کرتا ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"ہم یہاں تم لوگوں کی باتیں سننے کے لیے جمع نہیں ہوئے۔"

"اوہو .... اچھا تو پھر۔" فاروق اس طرح چونکا جیسے وہ یہاں باتیں سننے کے لیے ہی جمع ہوئے تھے۔

فاروق کے انداز پر وہ ہنس دیے .... ایسے میں ایک نے کہا۔

"اب ہم آخری بار کہتے ہیں .... تصویر دیتے ہو یا نہیں۔"

"ارے بھائی .... تصویر تو گیلری میں ہے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا .... یہ لکھ کر دے دیں .... ہم لیزالثانا سے وصول کر لیں گے۔"

"دماغ خراب ہے تم لوگوں کا۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"وہ کیسے جناب۔"

"تم لکھوا کر یہاں سے جاؤ گے..... اور ہم پولیس کو فون کر دیں گے..... پھر تم کس طرح وصول کرو گے تصویر اس سے۔"

"ہاہا..... انسپکٹر صاحب آپ اتنے بھولے تو نہیں ہو سکتے۔" دوسرا ہنسا۔

"کیا..... کیا مطلب؟" وہ زور سے چونکے۔

"کیوں..... آپ کو کیا ہوا؟" محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میں ان کے جملے کا مطلب سمجھ گیا۔" وہ بولے۔

"کیا مطلب..... آپ کیا سمجھ گئے۔" ایک نے حیران ہو کر کہا۔

"تحریر لکھوانے کے بعد..... یہ انوار اور اطہر کو گولی مار دیں گے..... اور ساتھ میں ہمیں بھی..... ان کے کہنے کا مطلب یہی تھا کہ میں اتنا بھولا نہیں ہو سکتا کہ ان کا مطلب نہ سمجھ سکوں۔"

"اوہ..... اوہ..... تو کیا واقعی ان کا پروگرام یہی ہے۔"

"ہاں! اور کوئی پروگرام ہو ہی نہیں سکتا....."

"آخری بار سنو..... تحریر لکھ کر دیتے ہو یا نہیں..... ورنہ ہم چلاتے ہیں گولی۔" چوتھے نے سرد ترین آواز میں کہا..... اور پھر پستول کی نال انوار تاثیر کی کن پٹی سے آلگی.....

"یہ..... یہ تم کیا کر رہے ہو۔" محمود چیخا۔

"وہی..... جو کرنے کے لیے تم لوگوں کو یہاں جمع کیا گیا ہے۔"

"ب..... اب میں کیا کروں انسپکٹر صاحب۔"

"تحریر لکھ دیں....." انسپکٹر جمشید نے ہنس کر کہا۔

"کیا!!!" وہ پوری قوت سے چلا اٹھا۔

☆.....☆.....☆

عجیب لوگ

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے.... پھر انوار نے کہا:

"کیا کہا آپ نے.... تحریر لکھ دوں.... یہ آپ کہہ رہے ہیں...."

"ہاں! اس لیے کہ جان بچانا فرض ہے.... تصویر ان کے حوالے کرنے میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تصویر ہم ان سے بعد میں حاصل کر لیں گے۔"

"کیا واقعی۔" اس نے بے یقینی کے عالم میں کہا۔

"ہاں! آپ میرے کہنے پر عمل کریں.... تحریر لکھ دیں۔"

"لیکن ابا جان! اس کے بعد بھی تو یہ ہمیں گولیاں ہی ماریں گے.... تو پھر تحریر لکھ کر دینے کا کیا فائدہ۔"

"لو ہو.... یار انہیں تو فائدہ ہو جائے گا.... بے چارے اتنی محنت کر رہے ہیں تصویر حاصل کرنے کے لیے...."

"آپ.... آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔" فرزانہ بوکھلا اٹھی۔

"فکر نہ کرو فرزانہ.... میرا دماغ خراب نہیں ہوا.... بالکل

ٹھیک ہے...."

"خدا کا شکر ہے.... میں تو پریشان ہو گئی تھی۔"

"حد ہو گئی.... یعنی تم یہ خیال کر بیٹھی تھی کہ میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" انھوں نے جھلا کر کہا۔

"جی.... وہ جی.... شبہ سا گزرا تھا۔"

"کتنا فضول شبہ ہے تمہارا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

انسپکٹر جمشید ہنس پڑے۔

"آپ لوگ بھی عجیب لوگ ہیں.... موت کے ان لمحات میں بھی ہنس رہے ہیں۔" انوار نے جل کر کہا۔

"ہم کیا کریں.... مجبور ہیں۔"

"ہمیں ان سے بچانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔"

"کریں گے.... پہلے آپ ہماری ہدایات پر عمل کریں.... جو یہ لکھوانا چاہتے ہیں، لکھ کر دے دیں۔"

"پھر.... آپ کیا کر سکیں گے.... آپ تو خود بندھے ہوئے ہیں۔"

"پھر آپ نے ابھی کیوں کہا کہ ہمیں بچانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔"

"میرا دماغ چل گیا ہے ان حالات میں.... کچھ سجھائی نہیں دے رہا۔" انوار نے جل کر کہا۔

"آپ ہماری ہدایات پر عمل کریں گے تو دماغ چلنا رک جائے گا۔" محمود بولا۔

"اچھی بات ہے.... لیکن میں اپنی تصویر آپ سے لوں گا۔"

"بالکل آپ فکر نہ کریں۔"

"میرے ہاتھ کھول دو.... میں تحریر لکھ دیتا ہوں۔" وہ بولا۔

"اچھی بات ہے۔" ایک نے خوش ہو کر کہا۔

پھر اس کے ہاتھ کھول دیے گئے.... اس نے تحریر لکھ دی.... یہ کہ ایاز شاہ الناز رقعہ لانے والے کو اس کی تصویر چے والی دے دے۔

تحریر کو تہہ کر کے نقاب پوش نے جیب میں رکھا.... پھر پستول کی نال سیدھی اس کی کن پٹی پر رکھ دی۔

"اسی لمحے کا انتظار تھا۔" ایسے میں انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"اب تم مارے گئے...." وہ ہنسے۔

"شاید اب آپ کا دماغ چل گیا۔" ایک نے چیخ کر کہا۔

"یہ دیکھو بے وقوف۔" انسپکٹر جمشید نے اپنے دونوں ہاتھ ان کے سامنے کر دیے.... ان میں سے ایک ہاتھ میں چاقو تھا.... ننھا سا چاقو۔

"یہ.... یہ کیا۔" وہ دھک سے رہ گئے۔

"اب تم پیچھے ہٹ جاؤ.... انوار اور ابرار سے الگ ہٹ کر دیوار سے لگ جاؤ.... ورنہ تم گئے۔"

"کیا ہوا اس سے.... پستول ہمارے ہاتھوں میں ہیں۔"

"اور تم اس چاقو کو نہیں دیکھ رہے۔"

"جب تک تم چاقو والے ہاتھ کو حرکت دو گے.... اس وقت تک ہم اس کے دماغ میں گولیاں اتار چکے ہوں گے.... اور تمہارے بھی۔"

"چلو پھر یہ تجربہ شروع کرتے ہیں.... یہ لو آیا چاقو.... چلاؤ گولی۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے چاقو اس پر کھینچ مارا.... جس نے پستول کی نال انوار کی کن پٹی پر رکھنے کی کوشش کی تھی.... دوسرے لمحے اس کے منہ سے ایک ہولناک چیخ نکلی.... وہ دھڑام سے گرا اور تڑپنے لگا.... اس کے پیٹ سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔

"خبردار!" انسپکٹر جمشید گرجے۔

اب ان کے ہاتھ میں پستول نظر آیا۔

"بے وقوفوں نے باندھنے سے پہلے ہمارے پستول بھی نہیں نکالے۔" وہ ہنسے۔

ان کے ہاتھ حرکت میں آئے ہی تھے کہ انہوں نے تین فائر کیے..... وہ بھی تڑپتے نظر آئے.....

"اف مالک ..... یہ ..... یہ کیسے ہو گیا ..... آپ تو بندھے ہوئے تھے۔" انوار نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اللہ کی مہربانی سے ہو گیا۔"

"م ..... میں ..... میں معافی چاہتا ہوں۔" انوار بولا۔

"لیکن کس بات کی ..... آپ نے کیا جرم کیا ہے۔"

"اس بات کی ..... کہ میں نے نہ جانے آپ کو کیا کیا کہہ گیا۔"

"اوہ ..... اس کی پروانہ کریں۔"

اب انہوں نے ان دونوں کو کھول دیا ..... پھر وہ تحریر نقاب پوش کی جیب سے نکال لی .....

"ارے ..... وہ کہاں گیا ....." ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی۔

"جی ..... وہ کون۔"

"امجد آفاقی ..... یہ کہانی تو دراصل اس سے شروع ہوئی تھی ..... اور وہ گیلری سے انوار صاحب کی طرف ہی روانہ ہوا تھا ..... لیکن جب میں یہاں پہنچا ..... تو وہ یہاں نہیں تھا ..... کیوں انوار صاحب ..... اس نام کا کوئی آدمی مجھ سے پہلے یہاں آیا تھا۔"

"ہر گز نہیں۔" وہ بولے۔

ایسے میں دروازے کی گھنٹی بجی۔

"محمود ..... تم دروازے پر دیکھو ..... لیکن ذرا ہوشیار رہ کر ..... باہر کوئی دشمن بھی ہو سکتا ہے۔ میں ذرا اکرام کو فون کر لوں ..... اب اس کا کام شروع ہو گیا ہے۔"

"اوہ جی ہاں ..... یہ تو ہے۔" فاروق نے زخمی دشمنوں پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

وہ فون کرنے گئے ..... ادھر محمود دروازے پر پہنچا ..... اسی وقت دستک پھر ہوئی۔

"کون؟" وہ بولا۔

"میرا نام امجد آفاقی ہے ..... میں انوار صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"ایک منٹ جناب۔" اس نے کہا اور صحن کی طرف مڑا۔

"باہر امجد آفاقی صاحب آئے ہیں۔"

"اوہ اچھا ..... آنے دو انہیں بھی۔"

محمود نے دروازہ کھول دیا ..... اسے ایک زبردست دھکا لگا ..... اچھل کر صحن میں آ گرا ..... انسپکٹر جمشیدی طرح اچھلے اور دروازے کی طرف مڑے ..... پھر وہ سب سکتے میں آ گئے .....

وہاں تین نقاب پوش اور کھڑے نظر آئے ..... ان میں سے

ایک کے ہاتھ میں ٹائم بم تھا....

"آپ لوگوں کے پاس وقت بہت کم ہے.... اس ٹائم بم کے پھٹنے میں صرف تین منٹ باقی ہیں.... آپ اس پر سیٹ کیا ہوا ٹائم چیک کر سکتے ہیں.... کوئی ایک نزدیک آ کر دیکھ لے.... اگر آپ نے ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کی.... تو یہ تین منٹ سے پہلے ہی پھٹ جائے گا.... کیونکہ یہ ٹائم بم ہونے کے ساتھ ساتھ فرش پر گرنے سے بھی پھٹ سکتا ہے.... مطلب یہ کہ جونہی آپ میں سے کوئی ہم پر حملہ کرے گا.... میں پہلا کام یہ کروں گا کہ اسے فرش پر گرا دوں گا۔"

"اور ساتھ میں آپ لوگ خود بھی مارے جائیں گے۔" انسپکٹر جمشید نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اس میں شک نہیں.... لیکن ہمیں زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں.... بلکہ زندگی سے زیادہ ہمیں موت سے دلچسپی ہے۔"

"کیا مطلب.... شاید تم لوگ پگلے ہو.... جو ایسی بات کر رہے ہو۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"اور ہم غلط نہیں کہہ رہے.... ہم اپنے باس کے غلام ہیں.... باس نے حکم دیا ہے.... مر جانا.... لیکن ناکام واپس نہ لوٹنا.... سو ہم مر جائیں گے.... ناکام واپس نہیں لوٹیں گے۔"

"اور آپ جانتے کیا ہیں.... کیونکہ تین منٹ پورے ہونے

والے ہیں۔"

"ٹائم میں ایک دو منٹ بڑھا دیتا ہوں.... وہ کوئی مسئلہ نہیں.... لیکن بات ہو جائے پہلے۔"

"ہاں تو بتائیں۔"

"ہمیں انوار تاثیر کی ہاتھ کی تحریر چاہیے.... گیلری کے مالک ایاز شاہ کے نام.... کہ تصویر انہیں دے دو.... چرنے والی تصویر۔"

"حد ہو گئی.... پھر وہی تصویر.... جناب تاثیر.... اب آپ کیا کہتے ہیں.... یہاں تو اب موت اور زندگی کا سوال شروع ہو گیا۔"

"ہم.... میں.... میں کیا کہوں۔"

"ان حالات میں آپ تحریر لکھ دیں.... کوئی بات نہیں ہم تصویر پھر ان سے حاصل کر لیں گے۔"

"مر گئے.... کرنے والے۔" وہ ہنسا۔

"بالکل.... اچھا.... لیکن ہم تو زندہ سلامت کھڑے ہیں۔"

"وقت ختم ہو چلا.... چند سیکنڈ باقی ہیں.... بولیے.... جلدی.... ورنہ گئے آپ۔"

"بتائیں انوار صاحب۔" انسپکٹر جمشید نے جلدی سے کہا۔

"ٹھیک ہے.... میں تحریر لکھ کر دینے کو تیار ہوں۔"

"حد ہو گئی...." محمود نے جھلا کر کہا۔

"میں نے ٹائم تین منٹ آگے کر دیا ہے.... فوراً تحریر لکھ دیں.... اب پھر ٹائم آگے نہیں بڑھاؤں گا۔"

"اوہ.... اچھا۔" انوار بوکھلا اٹھا.... پھر اس نے جیب سے قلم کاغذ نکالا اور تحریر لکھنے لگا۔ لکھ کر اس نے انسپکٹر جمشید کے حوالے کی.... انہوں نے ایک نظر اس پر ڈالی اور ان کی طرف بڑھا دی.... وہ چاہتے تو تحریر بھی نہ دیتے اور بم والے پر بھی قابو پا لیتے.... لیکن اب انہوں نے پروگرام بدل دیا تھا.... وہ دیکھنا چاہتے تھے آخر یہ چکر کیا ہے.... یہ لوگ کیوں تصویر حاصل کرنا چاہتے ہیں.... تصویر نے اگر عالمی انعام حاصل کر بھی لیا.... تو ایک کروڑ ڈالر انعام حاصل کرے گی.... ایک کروڑ ڈالر واقعی بہت بڑی رقم ہے.... لیکن کیا اس رقم کے لیے اتنے لوگوں کی زندگیاں قربان کی جا سکتی ہیں.... وہ یہ دیکھنا چاہتے تھے.... اس لیے انہوں نے چپ چاپ چٹ ان کی طرف بڑھا دی۔

ان میں سے ایک آگے بڑھا اور چٹ ان کے ہاتھ سے لے لی.... پھر اس پر لکھی تحریر کو پڑھا....

"اگر اس میں کوئی دھوکے بازی ہوئی.... تو ہم پھر آ جائیں گے۔"

"اوکے.... ضرور آ جانا۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

اور وہ باہر نکل گئے۔

"یہ.... یہ کیا.... آپ انہیں جانے دے رہے ہیں۔" محمود

نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں بھئی.... جانے ہی دو انہیں۔" وہ تھکی تھکی آواز میں بولے۔

"یہ کیا.... میں نے تو سنا تھا.... آپ لوگ عین وقت پر پانسہ پلٹ دیتے ہیں.... لیکن آپ نے تو ذرہ بھر بھی کوئی ایسی کوشش نہیں کی۔" انوار تاثیر نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"آپ لوگوں کی وجہ سے۔" وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب؟"

"اگر اس وقت کمرے میں آپ دونوں نہ ہوتے تو پھر ہم انہیں وہ تحریر نہ لے جانے دیتے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے.... آپ فوراً ایاز شاہ الثانا کو فون کریں کہ ان لوگوں نے زبردستی تحریر لکھوائی ہے۔"

"لیکن اس بم کے ہوتے ہوئے.... وہ بے چارہ کیا کر سکے گا.... وہ زبردستی لکھوائی گئی تحریر کو فوراً قبول کرے گا اور تصویر ان کے حوالے کر دے گا۔"

"خیر.... اس پر ہم بعد میں غور کریں گے.... پہلے آپ ہماری الجھن دور کریں.... تصویر کے بارے میں آپ فکر مند نہ ہوں۔"

"کیسی الجھن۔"

"یوں تو اس کیس میں الجھنوں کی کوئی کمی نہیں.... لیکن ڈھونڈو تو ہزار ملتی ہیں .... لیکن اس وقت ہم اس الجھن کو دور کرنا چاہتے ہیں کہ آخر چوری شدہ تصویر عالمی انعامی مقابلہ میں کیونکر رکھی جا سکتی ہے۔"

"اب وہ چوری شدہ کیسے رہ گئی.... ان کے پاس میری تحریر ہوگی.... وہ بتائیں گے.... انہوں نے تصویر خریدی ہے.... اور اگر کوئی ان سے خریدنا چاہے گا تو اس تحریر کو دیکھ کر خریدے گا.... بلکہ ایک تحریر اور لکھی جائے گی کہ فلاں نے فلاں سے اور اس نے فلاں سے تصویر خریدی۔"

"کیا اس طرح خریدی گئی تصویر انعامی مقابلے میں رکھی جا سکتی ہے۔"

"بالکل.... یہ انسانی حقوق کی خاطر قانون بنایا گیا ہے.... کہ انعامی مقابلے میں یہ ضروری نہیں کہ آرٹسٹ خود اپنی تصویر رکھے.... بلکہ وہ کسی کے ذریعے بھیج سکتا ہے.... یا اپنی تصویر کو فروخت کر سکتا ہے اور خریدنے والا اس تصویر کو انعامی مقابلے میں رکھ سکتا ہے۔"

"اوہ.... اوہ.... لیکن یہ قانون نقصان دہ ہے.... اگر یہ قانون نہ ہوتا تو اس وقت آپ اس چکر میں الجھے ہوئے نہ ہوتے۔"

"آرٹسٹوں کی آسانی کے لیے یہ قانون بنایا گیا ہے.... اور پھر اکثر آرٹسٹ غریب ہوتے ہیں.... وہ ایک سال تک انتظار نہیں کر

سکتے اس لیے اپنی تصویر فروخت کر دیتے ہیں۔"

"خیر.... اب بات سمجھ میں آگئی ہے.... کہ لوگ کیوں اس تصویر کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔"

"اب کیا آپ اسی طرح بیٹھے رہیں گے.... تصویر کے سلسلے میں کچھ نہیں کریں گے۔" انوار نے پریشان ہو کر کہا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں.... پہلے تو یہ بتائیں۔"

"ظاہر ہے.... میں تو یہی چاہوں گا.... وہ رقعہ ایاز الناہا تک نہ پہنچے اور تصویر اس کے پاس محفوظ رہے۔"

"آپ فکر نہ کریں.... وہاں رقعہ پہنچ گیا تو بھی کوئی حرج نہیں۔"

یہ کہہ کر انہوں نے اکرام کے نمبر ڈائل کیے۔

"السلام علیکم.... بھئی اکرام.... تم امجد آفاقی کو جانتے ہو۔"

"ارے باپ رے.... کس کا نام لے دیا.... اس کے چکر میں نہ پڑیے سر۔"

"کیوں بھئی.... کیا بات ہے۔"

"ایک تو وہ ایک ریاست کا مالک ہے.... دوسرا ہماری حکومت اسے بہت زیادہ پسند کرتی ہے.... اس سے بہت فائدے اٹھاتی ہے.... دراصل اس کی ریاست بہت مالا مال ہے.... اس حساب

سے حکومت اس سے فائدہ اٹھاتی ہے.... لیکن آپ کو اس سے کیا کام آپڑا۔"

"اس وقت وہ کہاں ہے.... میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"یہ تو معلوم کرنا پڑے گا سر۔"

"ہاں ٹھیک ہے.... جلدی معلوم کر کے بتاؤ۔" انہوں نے کہا اور فون بند کر دیا۔

"آپ انتظار کریں.... ہم ذرا اپنی باتیں کر لیں۔" وہ مسکرائے۔

"جی.... کیا مطلب؟"

"سب سے متعلق باتیں.... آپ شاید پسند نہ کریں۔"

"نہیں! ہم یہیں رہیں گے.... آپ کے پاس.... ہمیں ڈر لگ رہا ہے۔"

"اس میں شک نہیں.... دشمن بہت طاقت ور ہیں.... لیکن.... اب تو وہ آپ سے تحریر لے چکے ہیں.... ارے ہاں ایک ترکیب ذہن میں آ رہی ہے۔" وہ چونکے۔

"جی.... کیا مطلب۔"

"آپ وہ تصویر ہمیں فروخت کر دیں۔"

"کیا.... کیا مطلب؟"

وہ زور سے اچھلے۔

☆....☆....☆

تحریر کا جواب

انہیں اس طرح اچھلتے دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

"کیوں.... کیا ہوا.... آپ حیران کیوں نظر آ رہے ہیں۔"

"آپ نے کیا کہا.... تصویر میں آپ کو فروخت کر دوں۔"

"ہاں! میں نے یہی کہا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے.... اس سازش میں آپ خود بھی شریک ہیں.... اور اسی لیے آپ نے ان لوگوں کو اس قدر آسانی سے جانے دیا۔"

"غلط سمجھے.... ان لوگوں کو آسانی سے اس لیے جانے دیا کہ آپ دونوں کی زندگیاں خطرے میں تھیں.... دوسرے یہ کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں.... وہ لوگ کرنا کیا چاہتے ہیں۔ اب جو میں نے تجویز پیش کی ہے.... اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہم اس چکر کو آسانی سے سمجھ سکیں گے.... تصویر کا انعام آپ کو ہی ملے گا.... اس لیے کہ ہمیں انعام سے کوئی دلچسپی نہیں ہے.... آپ اس شرط پر تحریر لکھوا لیں کہ انعام کے حق دار آپ ہوں گے.... صرف تصویر آپ مجھے فروخت

کر رہے ہیں۔"

"لیکن اس سے ہوگا کیا.... ایک تحریر تو میں پہلے ہی انہیں لکھ کر دے چکا ہوں...."

"وہ ان سے حاصل کرنا ہمارا کام ہے.... آپ جلدی کریں۔"

"اچھی بات ہے.... ہمیں یہ شرط منظور ہے۔" انوار نے خوش ہو کر کہا۔

"بہت خوب جلدی کریں۔"

انوار دوسری تحریر لکھنے لگا.... ایسے میں فون کی گھنٹی بجی۔ فون اکرام کا تھا.... وہ کہہ رہا تھا۔

"سر.... وہ اس وقت گیلری میں ہیں۔"

"تمہارا مطلب ہے.... ایاز شاہ کی گیلری میں۔"

"ہاں سر۔"

"اور ایاز شاہ۔"

"ظاہر ہے.... وہ بھی وہیں ہوگا۔"

"اوکے اکرام.... گیلری کو گھیرے میں لے لو.... اور ہاں خیال رہے.... ان کے پاس بم بھی ہے۔"

"ارے باپ رے.... بم۔"

"ہاں! بم.... یہ لفظ اب کچھ زیادہ ہی خوفناک ہو گیا ہے...."

کسی زمانے میں ہم صرف سائنس دانوں کے پاس ہوتے تھے.... اب لوگ گلی محلوں میں لیے پھرتے ہیں۔ اور لوگوں کو ان کے ذریعے ہلاک کرتے پھرتے ہیں...."

"ہاں سر.... یہی بات ہے.... میں گیلری کی طرف جا رہا ہوں... اور ہم محتاط رہیں گے.... کیا میں ان سب کو گرفتار کراؤں۔"

"نہیں.... تم بس تیل دیکھنا.... تیل کی دھار دیکھنا۔"

"ارے باپ رے۔" وہ گھبرا گیا۔

"کیا ہوا؟"

"یہ دونوں چیزیں کہاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔"

"ہاں! یہ تو ہے۔"

انہیں ہنسی آگئی.... پھر انہوں نے فون بند کر دیا اور اٹھ کر ان سے بولے۔

"آؤ بھئی چلیں.... لائیے انوار صاحب تحریر۔"

"کک.... کہیں آپ وعدے سے پھر تو نہیں جائیں گے۔" انوار تاشیر نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟"

"انعام کی رقم۔" اس نے کہنا چاہا۔

"اس بارے میں آپ فکر نہ کریں.... آپ کو ملے گی۔"

"اور میری تصویر۔"

"وہ بھی آپ کو واپس ملے گی۔"

"شش شکریہ۔"

وہ باہر نکلے اور گیلری کی طرف روانہ ہو گئے.... وہاں اکرام گھیرا ڈال چکا تھا.... اب سپیکر پر اعلان کیا گیا۔

"ایاز شاہ الثانا اور دوسرے حضرات توجہ فرمائیں.... گیلری کو چاروں طرف سے پولیس نے گھیر لیا ہے.... اندر کچھ خطرناک لوگ موجود ہیں.... اور انہیں گرفتار کرنا ضروری ہے.... لہٰذا آپ لوگ باہر آجائیں.... ہاتھ اوپر اٹھا کر.... کسی کے ہاتھ میں بھی اسلحہ ہوا تو ہم گولی چلا دیں گے۔"

"لیکن کس قانون کے تحت.... ہم لوگوں نے کیا جرم کیا ہے۔" ایاز شاہ الثانا کی آواز سنائی دی۔

"آپ نے نہیں.... یہاں کچھ خطرناک لوگ موجود ہیں مسٹر الثانا' آپ کو شاید ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں.... ہم تو آپ کی حفاظت کے لیے آئے ہیں۔"

"مجھے پولیس کی مدد نہیں چاہیے.... آپ لوگ چلے جائیں۔"

"کیسے چلے جائیں.... جب کہ ہم جانتے ہیں.... وہ خطرناک لوگ اندر موجود ہیں۔"

"آپ کو کسی نے غلط اطلاع دی ہے.... یہاں کوئی نہیں ہے۔"

"سچی بات ہے۔" اکرام نے کہا۔

"جی ہاں بالکل سچی۔"

"اگر یہ بات سچی ہے.... تو پھر آپ گیلری کا دروازہ کھول دیں.... اور ہمیں اندر کی تلاشی لے لینے دیں.... اس صورت میں بھلا کیا حرج ہے۔"

"آپ نے بالکل ٹھیک کہا.... بہت خوب.... میں دروازہ کھول رہا ہوں۔"

"شکریہ...." وہ بولے۔

گیلری کا صدر دروازہ کھلا.... ایاز شاہ الثانا باہر نکل آیا.... اور پھر حیران ہو کر بولا۔

"اوہو.... انسپکٹر جمشید بھی موجود ہیں.... آپ تو امجد آفاق کے تعاقب میں گئے تھے.... یعنی انوار تاثیر کے گھر کی طرف۔"

"جی ہاں لیکن وہاں امجد آفاق نہیں ملے۔"

"تب پھر.... وہ کہاں چلا گیا۔"

"بتا کر نہیں گیا۔" فاروق نے فوراً کہا۔

الثانا نے ایک نظر اس پر ڈالی.... پھر منہ بنا کر بولا۔

"آخر آپ نے گیلری کے گرد گھیرا کیوں ڈالا ہے۔" اس نے پولیس کو چاروں طرف دیکھ کر کہا۔

"آپ کی خاطر۔"

"کیا کہا.... میری خاطر۔"

"ہاں.... ہمیں معلوم ہوا تھا کہ گیلری سے تصویر اڑا لے جانے کا پروگرام بنایا گیا ہے.... کیا آپ تک کوئی نہیں پہنچا۔"

"بالکل نہیں...." اس نے انکار میں سر ہلایا۔

"میرا مطلب ہے.... کوئی شخص تصویر کے بارے میں تحریر لے کر نہیں آیا۔"

"جی.... بالکل نہیں۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

عین اس لمحے ایک بڑی کار وہاں آ کر رکی.... اس سے اترنے والے شخص کو دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے.... وہ ایک وزیر تھے....

"ایاز شاہ الثانا کی گیلری یہی ہے نا۔" وہ ان کی طرف آتے ہوئے بولا۔

"جی.... جی ہاں۔"

"یہاں پولیس کیوں موجود ہے۔"

"گیلری پر حملے کا خطرہ تھا۔"

"ارے باپ رے.... اچھا خیر.... یہ میرے پاس ایک تحریر ہے.... محترم انوار صاحب کی لکھی ہوئی تحریر.... مہربانی فرما کر ان کی چرانے والی تصویر آپ فوراً مجھے دے دیں۔" انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ کو دے دیں۔" وہ دھک سے رہ گئے۔

"ہاں! اس لیے کہ ان کے ہاتھ کی تحریر میرے پاس ہے.... یہ پڑھ لیں۔"

انہوں نے تحریر لے کر پڑھی.... یہ وہی تحریر تھی.... جو تاٹم ہم والے نے لکھوائی تھی۔

"ایسی تحریر.... بلکہ اس سے دو ہاتھ آگے تحریر تو ہمارے پاس بھی موجود ہے۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب؟" وزیر صاحب حیرت زدہ رہ گئے۔

"ہاں جناب! یہ لیں آپ بھی تحریر کے جواب میں تحریر پڑھ لیں۔"

انہوں نے اپنے والی تحریر انہیں دکھا دی.... وزیر نے تحریر کو پڑھا.... پھر بولا۔

"لیکن ایک آدمی نے ایسی دو تحریریں لکھ کر مختلف لوگوں کو کیوں دیں۔"

"آپ کے والی تحریر زبردستی لکھوائی گئی.... اور ہمارے والی تحریر انہوں نے اپنی مرضی سے لکھی۔"

"یہ.... یہ غلط ہے.... میرے والی تحریر زبردستی نہیں لکھوائی گئی۔"

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں.... آپ تو اس وقت وہاں تھے ہی نہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے.... میں وہاں نہیں تھا.... لیکن میرے دوست تو وہاں تھے...."

"اور آپ کے دوستوں نے تاٹم ہم کی دھمکی دے کر یہ تحریر لکھوائی۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"نن نہیں.... یہ.... یہ غلط ہے۔"

"اس بات کے گواہ بہت ہیں.... خود انوار تاثیر اور ان کے بھائی یہ بیان دیں گے۔"

"آپ کی یہ بات سن کر حیرت ہوئی.... خیر پھر اس بات کی تصدیق کر لیتے ہیں.... میرے پاس ان کا فون نمبر موجود ہے۔"

"او کے.... آپ ضرور فون کریں۔"

وزیر نے جیب سے موبائل نکالا، اس پر نمبر ملائے اور سلسلہ ملنے پر بولا۔

"یہ انوار تاثیر کا نمبر ہے نا.... اچھا شکریہ.... کیا آپ نے انسپکٹر جمشید کو بھی تحریر لکھ کر دی ہے.... جی.... کیا کہا.... نہیں.... اوہ ایک منٹ.... ذرا ان کا بھی اطمینان کرا دیں.... یہ لیں انسپکٹر صاحب.... آپ خود بات کر لیں.... اور اس کا مطلب ہے.... تحریر آپ کے والی نقلی ہے۔"

"جی نہیں.... یہ غلط ہے۔"

"کیا کہا.... یہ غلط ہے؟"

"ہاں! یہ غلط ہے.... میرے والی تحریر اصل ہے۔" وہ بولے۔

"اوہو! آپ پہلے انوار صاحب سے فون پر تو بات کر لیں۔"

"جی ہاں! کیوں نہیں.... لائیے...."

انھوں نے سیٹ لے لیا اور اس میں بولے۔

"انسپکٹر جمشید بات کر رہا ہوں.... آپ کون ہیں۔"

"انوار تاثیر۔"

"بالکل غلط۔" انھوں نے جل کر کہا۔

"کیا مطلب؟" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ انوار تاثیر نہیں ہیں.... میں انوار تاثیر کی آواز پہچانتا ہوں۔" یہ کہہ کر انھوں نے فون بند کر دیا اور مسکراتے ہوئے سیٹ وزیر کی طرف بڑھا دیا.... وزیر کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"کیا مطلب؟"

☆....☆....☆

الٹا تانا

"آپ کس بات کا مطلب پوچھنا چاہتے ہیں۔" وہ بولے۔

"یہ آپ نے کیا کہا.... فون پر بات کرنے والا انوار تاثیر نہیں ہے...."

"ہاں! اس لیے کہ میں ان سے مل چکا ہوں.... ان سے بات کر چکا ہوں.... تحریر ان سے لکھوا چکا ہوں.... اس وقت جو شخص مجھ سے بات کر رہا تھا.... وہ کسی صورت انوار نہیں تھا.... اس لیے کہ...." وہ کہتے کہتے رک گئے.... ایک بار پھر مسکرائے۔

"اس لیے کہ کیا؟" وہ حلق پھاڑ کر بولے۔

"اس لیے کہ ان کے گھر میں تو فون ہے ہی نہیں۔"

"کیا.... نہیں۔" وہ چلائے۔

"اب آپ بتائیں.... آپ کو یہ تحریر کس نے دی۔"

"میرے دوست نے.... انھوں نے کہا تھا کہ یہ تحریر انوار نے لکھ کر دی ہے.... لہٰذا آپ فوراً وہ تصویر لے آئیں۔"

"گویا وہ خود تحریر لے کر نہیں آئے.... آپ کے دوست کا

نام کیا ہے جناب۔"

"امجد آفاقی..... وہ ایک ریاست کے مالک ہیں۔"

"اوہ..... ہاں! میں انہیں جانتا ہوں..... میری ان سے بھی ملاقات ہو چکی ہے..... مہربانی فرما کر آپ انہیں یہیں بلا لیں..... تاکہ تصویر کے بارے میں ہم فیصلہ کر لیں۔"

"نہیں! میں انہیں یہاں نہیں بلاؤں گا..... اگر اس تصویر کے بارے میں کوئی گڑبڑ ہے تو میں لوٹ جاتا ہوں..... اور اگر آپ مجھے دھوکا دے رہے ہیں تو میں آپ کو دیکھ لوں گا۔"

"اس میں دھوکے کی بات نہیں..... آپ کے والی تحریر زبردستی لکھوائی گئی ہے۔"

"اوکے..... اب اس بات کا فیصلہ ہم انوار سے کروائیں گے۔"

"آپ کی مرضی۔"

وہ پاؤں پٹختے چلے گئے..... اب وہ ایاز شاہ کی طرف مڑے۔

"آپ یہ تحریر لیں اور تصویر میرے حوالے کر دیں۔"

"نہیں جناب! اب یہ نہیں ہو سکے گا۔"

"کیوں..... کیوں نہیں ہو سکے گا۔"

"اس لیے کہ تصویر کے دو دعوے دار پیدا ہو گئے ہیں..... دونوں کے پاس انوار تاثیر صاحب کی تحریر ہے..... کون سی تحریر

اصل ہے۔"

"تو کیا ہم انوار تاثیر کو یہاں لے کر آئیں۔"

"ہاں! اب اس کے بغیر کام نہیں چلے گا۔"

"اوکے..... میں انہیں یہیں بلوا لیتا ہوں..... اب اس معاملے کو طے ہو جانا چاہیے۔"

"جی بالکل..... ضرور۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

اب انہوں نے اکرام کو بلایا.....

"اکرام تم نے انوار تاثیر کا گھر دیکھا ہے۔"

"جی..... نہیں۔" اس نے فوراً کہا۔

"اچھا..... پتا نوٹ کر لو..... اور وہاں جا کر انہیں اپنے ساتھ ہی لے آؤ۔"

"جی بہتر۔" اس نے کہا۔

پھر پتا نوٹ کر کے چلا گیا۔

"ایاز شاہ صاحب..... آخر تصویر کا چکر کیا ہے....."

"یہ چکر تو ہر سال چلتا ہے جناب....." وہ مسکرایا۔

"کیا..... کیا مطلب۔" وہ چونک اٹھے۔

"ہاں جناب! یہ چکر ہر سال چلتا ہے..... لیکن ہر سال ہمارے ملک میں نہیں..... کبھی کسی ملک میں..... کبھی کسی ملک میں..... دراصل ہر سال انٹارجہ میں تصاویر کا انعامی مقابلہ ہوتا ہے..... وہاں

دنیا بھر کی تصاویر جمع کی جاتی ہیں.... پھر کسی ایک تصویر کو انعام ملتا ہے.... لیکن ایسا ہونے سے پہلے جنرل گوزا پوری دنیا کی گیلریوں کا ایک چکر لگاتے ہیں.... اس وقت ان کے ساتھ ان کے دوست اور قریبی لوگ بھی ہوتے ہیں.... وہ ان کے چہرے کے تاثرات کا غور سے مشاہدہ کرتے ہیں اور اندازہ لگا لیتے ہیں کہ کون سی تصویر انعام حاصل کرے گی.... لہٰذا وہ اس تصویر کو تصویر کے مالک سے خرید لیتے ہیں.... بھاری قیمت دے کر.... اس لیے کہ آرٹسٹ کو معلوم ہوتا ہے.... ہو سکتا ہے.... اس کی تصویر انعام حاصل کرے.... اور ہو سکتا ہے.... نہ کرے.... کیونکہ کبھی اس کے قریبی دوستوں کو اندازہ لگانے میں غلطی بھی ہو جاتی ہے اور انعام کسی اور ہی تصویر کو ملتا ہے.... اس لیے آرٹسٹ سوچتا ہے.... اس کا فائدہ اس میں ہے کہ وہ پہلے ہی رقم وصول کرلے.... انعام نہ ملنے کی صورت میں تو اسے کچھ بھی نہیں ملے گا.... یہ ٹھیک ہے کہ ملنے کی صورت میں وہ رقم اس رقم سے بہت زیادہ ہوگی جو مجھے یہ لوگ دے رہے ہیں.... لیکن اس کا ملنا یقینی تو نہیں ہوتا.... اس لیے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ان سے رقم لے لے.... یہ ہے اصل کہانی.... لیکن اس بار معاملہ گڑبڑ ہو گیا۔"

"گڑبڑ ہو گیا.... کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اس بار کے آرٹسٹ نے تصویر فروخت کرنے سے انکار کر دیا.... جب کہ جنرل گوزا کے قریبی لوگوں کو سو

فیصد یقین ہے کہ انعام اسی تصویر کو ملے گا اس بار.... اب معاملہ ہے ایک کروڑ ڈالر کے انعام کا.... یعنی ہمارے ملک کے قریباً پچاس کروڑ روپے کا.... یہ لوگ اس انعام کے لیے دیوانہ ہو رہے ہیں.... ادھر انوار تاثیر اس تصویر کا غلام ہے.... وہ اس کو فروخت نہیں کرنا چاہتا.... پھر بھی آپ لوگ نہ جانے کس طرح اس سے تحریر لکھوا لائے...."

"وہ لوگ واقعی زبردستی لکھوا کر لائے ہیں.... جب کہ ہمیں انھوں نے اپنی مرضی سے لکھ کر دی ہے۔"

"جب تک وہ خود یہاں آ کر نہ کہہ دیں.... کہ تحریر کون سی انھوں نے اپنی مرضی سے لکھ کر دی ہے.... اس وقت تک میں تو نہیں مانوں گا.... ورنہ قانوناً آپ یہ بات مجھ سے منوا سکتے ہیں۔"

"وحشت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر ران پر ہاتھ مارا۔

"حالات واقعی سنسنی خیز ہے.... سوال یہ ہے کہ جنرل گوزا کو پوری دنیا کی گیلریوں کا چکر لگانے کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔"

"اس سوال کا جواب تو وہی دے سکتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ سوال اکثر ان سے کیا بھی جاتا ہوگا.... لیکن میں آپ کو یہ بتائے دیتا ہوں.... باہر آرٹسٹ فوری خوشی سے تصویر فروخت کر دیتے ہیں معاملہ تو اس بار اٹکا ہے.... انوار تاثیر کی وجہ سے۔"

"اصل میں اس کا بھی کوئی قصور نہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"یہ تصویر دراصل اس کی ماں کی ہے۔"

"کیا کہا...." وہ چلا اٹھا۔

"ہاں یہ بات اس نے ہمیں بتادی۔"

"اوہ.... اوہ۔" ایاز شاہ الٹا دھک سے رہ گیا۔

"کیوں.... آپ کو کیا ہوا۔"

"میں حیران تھا.... آخر تاثیر کو ہوا کیا.... اس سے پہلے تو وہ اپنی تصاویر فروخت کرتا رہتا ہے۔"

"اس کی والدہ نے چرخہ کات کات کر اپنے دونوں بیٹوں کو تعلیم دلوائی.... ان کے اخراجات پورے کرتی رہی.... اس بات کا درد انوار تاثیر کو ہے.... اس کی تصویر میں یہ درد ابھر کر سامنے آیا.... اسی لیے اس تصویر میں ایسی بات پیدا ہو گئی ہے.... اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس کو فروخت کرنے پر تیار نہیں.... لیکن جب لوگ اس کی جان لینے پر اتر آئے.... اس کو بم سے اڑا دینا چاہا.... تو اس نے مجبوراً ان لوگوں کو تحریر لکھ کر دے دی...."

"لیکن آپ کو پھر کیوں لکھ کر دی انہوں نے۔"

"میں نے ان سے تحریر اس لیے لکھوائی کہ ان لوگوں نے تو موت کی دھمکی دے کر لکھوائی ہے.... لیکن یہاں تو ہم پولیس پہرے میں یہ تصویر حاصل کر سکتے ہیں.... اس لیے تحریر لکھوا کر

میں ادھر آ گیا.... اور وہ لوگ بعد میں یہاں پہنچے.... انہیں تو دراصل وزیر کو تحریر دے کر بھیجنا تھا۔ اس لیے وہ دیر سے آئے۔"

"اگر وہ آپ سے پہلے آ گئے ہوتے تو میں انہیں تصویر دے بیٹھا تھا.... یہ اچھا ہو گیا۔" ایاز شاہ بولا۔

"پتا نہیں اچھا ہوا ہے یا نہیں.... میری طبیعت گھبرا رہی ہے۔" ایسے میں فرزانہ کی آواز نے ان سب کو چونکا دیا۔

"لیجیے.... ان کی طبیعت گھبرا رہی ہے.... تو کسی ڈاکٹر کو بلانا چاہیے۔" فاروق نے اسامنہ بنایا۔

وہ مسکرا دیے....

"ایاز صاحب.... کیا آپ خود بھی اس بین الاقوامی نمائش میں جاتے ہیں۔"

"جی ہاں! گیلری کا مالک ہونے کے ناطے جانا پڑتا ہے۔"

"جنرل گوڑا یہاں آئے تھے اس بار۔"

"بالکل آئے تھے.... ہر سال آتے ہیں...."

"اب ہمیں جنرل گوڑا سے ملنا پڑے گا۔"

"کیوں۔"

"اس سلسلے کو روکنے کے لیے.... اس طرح آرٹسٹ کو تو اس کا حق ملتا ہی نہیں۔"

"اوہ ہاں.... واقعی.... لیکن جنرل گوڑا کیوں آپ کی بات

ماننے لگے۔ وہ انچارج کے ایک ذمے دار آفیسر ہیں۔"

"دیکھا جائے گا.... اب آپ ہمیں وہ تصویر دے دیں...."

"اوہ ضرور.... کیوں نہیں.... لیکن ایسا پہلی مرتبہ ہو رہا ہے۔"

"کیا مطلب.... کیا؟"

"یہ کہ یہاں لگائی جانے والی تصویر عالمی نمائش کا وقت آنے سے پہلے ہی ہٹائی جا رہی ہے.... ہوتا یہ ہے کہ یہیں سے تمام تصاویر مقابلے میں بھیج دی جاتی ہیں...."

"اس بار معاملہ ذرا مختلف ہے نا.... اس لیے۔"

"ٹھیک ہے.... میں تصویر لے آتا ہوں.... آپ یہیں ٹھہریں۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھا اور چلا گیا.... تیس منٹ گزرنے پر بھی اس کی واپسی نہ ہوئی تو وہ پریشان ہو گئے....

"میرا خیال ہے، ہمیں خود اٹھ کر دیکھنا چاہیے.... کوئی گڑبڑ لگتی ہے.... میری طبیعت تو پہلے ہی گھبرا رہی تھی۔"

"ہوں.... ٹھیک ہے.... آؤ۔"

وہ اٹھے ہی تھے کہ دروازہ پر زوردار دستک ہوئی.... وہ بری طرح اچھلے.... عین اسی وقت ایاز شاہ الٹا تصویر اٹھائے آتا نظر آیا.... لیکن اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

فون یا....

"کیا بات ہے.... خیر تو ہے.... آپ نے اتنی دیر کیوں لگائی اور دروازے پر کون ہے۔"

"م.... مجھے نہیں معلوم.... تصویر اتارنے میں دیر تو لگتی ہے۔"

"اوہ اچھا.... آپ دروازے پر دیکھیں۔"

"میں جا رہا ہوں.... لیکن مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"اچھا تو آپ یہیں ٹھہریں.... میں دیکھتا ہوں.... دروازے پر کون ہے۔" وہ بولے۔

"یہ.... یہ بہتر رہے گا۔" اس نے فوراً کہا۔

اب وہ اٹھ کر دروازے پر آئے۔

"باہر کون ہے۔"

"پولیس۔" باہر سے کہا گیا۔

"پولیس کا یہاں کیا کام اور پھر باہر تو پہلے ہی پولیس موجود ہے۔" وہ بولے۔ کیونکہ اکرام وغیرہ باہر تھے۔

"امجد آفاقی صاحب نے رپورٹ درج کرائی ہے.... تلاشی لی جائے گی یہاں کی۔"

"اوہو اچھا.... ٹھیک ہے.... میں دروازہ کھول رہا ہوں۔"

انہوں نے دروازہ کھول دیا.... ایک پولیس آفیسر اور اس کے آٹھ نو ماتحت فوراً اندر آگئے.... لیکن انہوں نے اس آفیسر کو کبھی نہیں دیکھا تھا.... اور باہر ان کے ماتحت موجود تھے۔

"آپ کی تعریف۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"انسپکٹر راضی۔"

"آپ اس علاقے میں ہوتے ہیں۔" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تو اور کیا...."

"خوب! امجد آفاقی نے کیا رپورٹ درج کرائی ہے۔"

"ان کی ایک تصویر چرائی گئی ہے۔" ان کا کہنا ہے.... تصویر چرا کر اس گیلری میں لائی گئی ہے...."

"ارے باپ رے۔" پیچھے سے ایاز شاہ الثانی نے بوکھلا کر کہا۔

"یہ کون ہیں۔" انسپکٹر نے پوچھا۔

"اس گیلری کے مالک۔"

"آہا.... تو یہ چوری کا مال خریدتے ہیں۔"

"یہ جھوٹ ہے۔"

"ہم پہلے تلاشی لیں گے.... پھر کوئی بات کریں گے.... چلو تلاشی لو۔ کھڑے کیا کر رہے ہو۔" اس نے ماتحتوں سے کہا۔

"یس سر...." وہ کہہ کر آگے بڑھے.... لیکن انسپکٹر جمشید نے ہاتھ اٹھا دیے۔

"ایک منٹ.... آپ پہلے تلاشی کا وارنٹ دکھائیں۔"

"وارنٹ ہم بعد میں وصول کریں گے۔"

"یہ قانون کے خلاف ہے۔"

"آپ کون ہیں۔"

"انسپکٹر جمشید۔" وہ بولے۔

اس نے برا سا منہ بنایا پھر بولا۔

"آپ کوئی بھی ہوں.... قانون کے کام میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔"

"اجازت کے بغیر آپ تلاشی لے کر خود قانون توڑ رہے ہیں۔"

"نہیں.... اس گیلری کے خلاف میرے پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کرائی گئی ہے۔"

"ارے.... آپ تلاشی لے لیں.... ہم بعد میں آپ پر کیس کریں گے۔" وہ بولا۔

"آپ کریں گے.... آپ کا اس گیلری سے کیا تعلق؟"

"میرا مطلب ہے.... مسٹر ایاز شاہ الناتا کریں گے۔"

"کوئی پرواہ نہیں۔" اس نے سر کو جھٹکا دیا۔

"خوب! لے لیں تلاشی۔"

وہ ادھر ادھر پھیل گئے.... اور آخر وہ تصویر اٹھا کر لے آئے۔

"یہ رہی وہ تصویر.... جو چرائی گئی تھی۔"

"حد ہو گئی.... ارے صاحب.... یہ تصویر امجد آفاقی کی کیسے ہو سکتی ہے.... یہ تو انوار تاثیر کی تصویر ہے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"انہوں نے اپنی تصویر کے بارے میں پوری معلومات درج کرائی ہیں.... یہ تصویر ان تمام معلومات پر پوری اترتی ہے.... سمجھے جناب انسپکٹر صاحب۔" اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اور انوار تاثیر نے بھی اس تصویر کے بارے میں ہمیں پوری معلومات دی ہیں.... وہ یہی تصویر ہے.... یہ رہی ان کی تحریر جو انہوں نے اس سلسلے میں لکھ کر دی ہے.... اور پھر اس بات کے سب سے بڑے گواہ تو خود ایاز شاہ الناتا ہیں' آپ ذرا ان سے تو پوچھ لیں۔"

"آپ کیا کہتے ہیں۔" اس نے فوراً پوچھا۔

"یہ تصویر انوار تاثیر صاحب کی ہے جناب.... اس میں کوئی شک نہیں.... اور اس کا امجد آفاقی سے کوئی تعلق نہیں.... یہ اور بات ہے کہ وہ اس کو خریدنا چاہتے تھے.... لیکن انوار صاحب اس تصویر کو

فروخت کرنے پر آمادہ نہیں.... اس لیے کہ یہ ان کی والدہ کی تصویر ہے.... کوئی انسان اپنی والدہ کی تصویر فروخت کرنا پسند نہیں کرتا.... یا کرتا ہے۔" الناتا نے جلدی جلدی کہا۔

"پتا نہیں.... میں آرٹسٹ نہیں ہوں.... آرٹسٹوں کے جذبات کیا ہوتے ہیں.... یہ میں کیا جانوں.... اس مسئلہ کا ایک حل البتہ میری سمجھ میں آتا ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"ہم سب مل کر ایک میٹنگ کر لیتے ہیں.... اس میں آپ سب ہوں گے.... اور امجد آفاقی ہوں گے.... اور انوار تاثیر ہوں گے۔"

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔"

"تب پھر آپ ہمارے ساتھ چلیں۔" انسپکٹر نے کہا۔

"نہیں.... آپ انہیں یہاں بلا لیں.... انوار اور ابرار کو ہم بلا لیتے ہیں۔"

"ابرار کون؟"

"انوار کے بھائی۔"

"اوہ اچھا.... لیکن میرے خیال میں تو اس کے لیے امجد آفاقی کی کوٹھی ٹھیک رہے گی۔" اس نے کہا۔

"ہیں.... کیا آپ ہمیں ان کی ریاست میں لے جائیں۔"

"ارے نہیں.... یہاں بھی تو ان کی ایک عدد کوٹھی ہے.... بہت شاندار۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"اوہ اچھا.... یہ بات ہمیں معلوم نہیں تھی.... کیا آپ مجھے ایک فون کرنے کی اجازت دیں گے۔"

"ضرور.... کیوں نہیں۔"

اب انہوں نے اکرام کے نمبر ڈائل کیے اور خفیہ الفاظ میں بولے۔

"یہ لیاز شاہ والا تاہا کی گیلری کس علاقے کو لگتی ہے بھئی۔"

"جی.... مغل روڈ۔"

"مغل روڈ کے پولیس اسٹیشن میں آج کل کون لگا ہوا ہے۔"

"دیکھنا پڑے گا۔"

"دیکھ کر جلدی سے بتانا.... موبائل پر۔"

"اوکے سر۔" اکرام نے کہا اور اور فون بند کر دیا۔

"اب آپ فون کر چکے.... اب چلیں۔" انسپکٹر نے برا سا منہ بنایا۔

"چلنے سے پہلے آپ امجد آفاقی کو فون کر دیں.... کہ ایسے ایسے پروگرام ہے.... تاکہ وہ ذہنی طور پر تیار رہیں اور ہم ذرا انوار تاثیر کو فون کر دیں...."

"لیکن اس کے گھر میں فون نہیں ہے۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"اوہ ہاں.... خیر ادھر ہم کسی کو بھیج دیتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے کہا۔

عین اس وقت ان کے موبائل کی گھنٹی بجی.... انہوں نے سیٹ کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف سے اکرام کہہ رہا تھا۔

"سر او ہاں ایک نئے آفیسر مقرر ہوئے ہیں.... ابھی ٹریننگ لے کر آئے ہیں۔"

"ان کا نام۔"

"انسپکٹر راضی۔"

"اوکے...." پھر انہوں نے خفیہ الفاظ میں اسے چند ہدایات دیں.... سن کر اس نے فوراً کہا۔

"میں سمجھ گیا سر.... آپ فکر نہ کریں۔"

وہ مسکرا دیے اور فون بند کر دیا.... ادھر انسپکٹر راضی امجد آفاقی سے پروگرام طے کر رہا تھا.... پھر اس نے ریسیور رکھ دیا اور بولا۔

"چلیے.... وہ تیار ہیں۔"

"میں نے انوار تاثیر کی طرف آدمی بھیجا ہے.... جونہی وہ ادھر روانہ ہوں گے ادھر سے ہم چل پڑیں گے.... مطلب یہ کہ آپ کو چند منٹ انتظار کرنا ہوگا۔"

"تو یہ انتظار ہم وہاں کر لیں گے۔" اس نے منہ بنایا۔

"نہیں..... یہ انتظار ہم یہاں کریں گے۔" وہ مسکرا دیے۔

"کوئی بات نہیں..... آپ پرانے ہیں..... میں نیا نیا انسپکٹر لگا ہوں۔" اس نے جل بھن کر کہا۔

"لیکن آپ کو غصہ کیوں آرہا ہے۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"م..... مجھے..... نہیں تو۔"

"آرہا ہے..... ہمیں صاف نظر آرہا ہے۔" محمود نے کہا۔

"آپ زبردستی مجھے غصہ دلانے کی کوشش کررہے ہیں۔" اس نے کہا۔

"تو آپ ہماری اس کوشش کو ناکام بنا دیں نا۔" فاروق نے ہنس کر کہا۔

"دیکھیے جناب..... آپ کا تعلق بھی پولیس سے ہے اور میرا بھی..... اگر امجد آفاقی رپورٹ درج نہ کراتے تو میں ہرگز یہاں نہ آتا..... میں آنے پر مجبور تھا..... لہذا آپ مجھ پر گرمی نہ کھائیں۔"

"اور ہم گرمی نہیں کھا رہے..... یہ صرف آپ کا خیال ہے۔"

"ہوں خیر..... آپ کے ماتحت کب فون کریں گے۔"

"جب انوار تاثیر ادھر سے روانہ ہوں گے۔"

"یہ تصویر کا کیا چکر ہے۔"

"تصویر انوار تاثیر نے بنائی تھی..... اسی کی ہے..... اب اس

کی مرضی..... وہ اس کو فروخت کرے نہ کرے..... لیکن کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ زبردستی اسے خریدنے کی کوشش کرے۔ جب کہ امجد آفاقی اس سے زبردستی خریدنا چاہتے ہیں۔"

"اوہ..... اوہ۔" انسپکٹر راضی نے حیران ہو کر کہا۔

"کیوں..... کیا ہوا۔"

"مجھے تو امجد آفاقی نے اور ہی کہانی سنائی ہے۔"

"اور وہ کیا....."

"یہ کہ تصویر انہوں نے بنائی تھی..... بنا کر گیلری میں رکھوائی..... اور اب انوار تاثیر دعویٰ کرتا پھر رہا ہے کہ تصویر اس کی اپنی ہے۔"

"یہ..... یہ بات بالکل غلط ہے۔" انسپکٹر جمشید چلائے۔

"مجھے نہیں معلوم..... کیا درست ہے اور کیا غلط ہے..... انہوں نے رپورٹ درج کرائی میں نے کی..... پھر ایک وزیر کا فون آیا..... اس نے مجھے ہدایت دی کہ اس معاملے میں میں فوری طور پر حرکت میں آؤں..... اور گیلری کی تلاشی لوں..... وارنٹ وہ ہی نکلوا دیں گے..... آپ فکر نہ کریں.....

اس طرح ہم یہاں آگئے..... اب اس میں میرا کیا قصور ہے آپ بتائیں۔"

"کوئی قصور نہیں..... بس اتنی سی بات ہے کہ امجد آفاقی نے

غلط بیانی سے کام لیا ہے۔"

"تو آپ یہ بات ثابت کیوں نہیں کر دیتے۔"

"اب ہم یہ کام سب کے سامنے کریں گے۔"

"ہوں اچھا یہ ٹھیک رہے گا۔"

"لیکن آپ کے آدمی کا فون اب تک نہیں آیا۔" انسپکٹر راضی نے بے چینی کے عالم میں کہا اور اپنی گھڑی پر نظر ڈالی۔

"آپ اگر جلدی میں ہیں تو آپ چلیے.... ہم آپ کے پیچھے آتے ہیں۔"

"میں چاہتا ہوں.... یہاں سے سب اکٹھے چلیں اور اس تصویر کو بھی لے چلتے ہیں۔" اس نے فوراً کہا۔

"تب پھر انتظار کریں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"وہ میں کر رہا ہوں۔" اس نے جل کر کہا۔

"آپ تو بالکل نئے ہیں.... اور آپ نے ابھی سے جلنا بھنا شروع کر دیا ہے.... جب کہ اس ملازمت میں نہ جانے کیا کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔"

"وہ سب میں کر لوں گا.... آہستہ آہستہ عادی ہوں گا نا۔"

عین اس لمحے فون کی گھنٹی بجی۔

"شکر ہے خدا خدا کر کے۔" انسپکٹر راضی نے خوش ہو کر کہا۔

"ٹن نہیں تو.... میں نے تو اسے ٹوٹتے نہیں دیکھا۔"

فاروق بول اٹھا۔

وہ مسکرا دیے.... انسپکٹر راضی کا منہ بن گیا.... ادھر انسپکٹر جمشید نے جونہی ریسیور کان سے لگایا.... وہ بری طرح اچھلے.... ان کی آنکھیں مارے حیرت اور خوف کے پھیل گئیں۔

☆....☆....☆

کام تمام

ان کی نظریں انسپکٹر جمشید پر جم گئیں.... وہ حیرت زدہ انداز میں ان کی طرف دیکھ رہے تھے.... ادھر ان کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا.... آخر انہوں نے فون میں کہا:

"ٹھیک ہے.... تم یہیں ٹھہرو.... ہم آتے ہیں.... باقی لوگوں کو بلا لو۔"

انہوں نے ریسیور کان سے ہٹایا اور ان کی طرف متوجہ ہوئے.... چہرہ اترا ہوا تھا۔

"آپ نے کوئی بہت زیادہ خوفناک خبر سنی ہے...." محمود نے فوراً کہا۔

"اندازہ درست ہے.... لیکن مجھے اس کی امید نہیں تھی۔"

"آپ کا مطلب ہے.... اس خبر کے سننے کی۔" فرزانہ نے پوچھا۔

"ہاں!" وہ بولے۔

"اور وہ خبر ہے کیا۔" انسپکٹر راضی نے پریشان ہو کر کہا۔

"بے چارے انوار تاثیر کو قتل کر دیا گیا ہے۔"

"کیا!!!" وہ سب ایک ساتھ بولے۔

"حیرت اس پر ہے کہ اب اسے ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی.... اس نے تو پہلے ہی تحریر لکھ کر دے دی تھی۔"

"اب وہ یہ بیان نہیں دے سکے گا کہ اس نے پہلے تحریر کیسے لکھ کر دی.... آپ کو یا امجد آفاقی کو۔" فرزانہ نے سرد آواز منہ سے نکالی۔

"اوہ.... اوہ۔" وہ سب ایک ساتھ بولے۔

"میں بھی بہت دیر سے سوچ رہی تھی اور اسی لیے میری طبیعت گھبرا رہی تھی.... شاید۔"

"انسپکٹر راضی صاحب.... اب ہم آپ کے ساتھ امجد آفاقی کے پاس نہیں جائیں گے اس تصویر کی ایک تحریر میرے پاس ہے.... ایک تحریر امجد آفاقی کے پاس ہے.... لہٰذا اب یہ بات عدالت میں صاف ہو گی کہ تصویر کون رکھے گا۔"

"تب پھر فی الحال آپ بھی تو اسے نہیں لے جا سکتے۔"

"ٹھیک ہے.... میں نہیں لے جاتا.... لیکن تصویر کو ہم یہاں بھی نہیں چھوڑ سکتے.... لہٰذا کیوں نہ اس کو عدالت کے حوالے کر دیا جائے۔"

"کون سی عدالت میں.... ہمیں کیا معلوم.... یہ کیس کون

سی عدالت میں لگتا ہے۔" انسپکٹر راضی بولا۔

"میرا مطلب ہے.... عدالت کے رجسٹرار کے پاس بطور امانت رکھوا دیتے ہیں۔"

"کوئی اعتراض نہیں۔" اس نے فوراً کہا۔

انہیں اس کے فوراً کہنے پر حیرت سی ہوئی.... اور پریشانی بھی محسوس ہوئی.... لیکن وہ اور کر بھی کیا سکتے تھے.... چنانچہ دونوں گروپ اس تصویر کے ساتھ عدالت کے رجسٹرار کے پاس پہنچے.... انہیں صورتِ حال بتائی.... انہوں نے تصویر ریکارڈ میں جمع کر لی.... اور انہیں رسید لکھ دی۔

اب وہ جائے واردات پر پہنچے.... ان کے انتظار میں ابھی تک لاش کو اٹھوایا نہیں گیا تھا.... اکرام اور اس کے ماتحت دوسرے کام مکمل کر چکے تھے۔ انوار تاثیر کا قتل امجد آفاقی نے کیا ہے۔

"کچھ ملا؟" انہوں نے پوچھا۔

"دو دستانے.... قاتل نے ہاتھوں پر دستانے پہنے ہوئے تھے.... اس نے گولیاں چلائیں اور پھر انوار تاثیر گر گئے تو دستانے اتار کر لاش کے پاس پھینک دیے اور فرار ہو گیا۔"

"اور اس کا بھائی.... ابرار.... وہ کہاں تھا اس وقت۔" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ابرار۔" اکرام نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"ہاں! ابرار.... اس کا بھائی۔"

"ہم نے یہاں کسی اور کو نہیں دیکھا۔"

"حیرت ہے.... وہ کہاں چلا گیا...."

اب انہوں نے لاش کا معائنہ کیا.... گولیاں اس کے سینے اور سر میں لگی تھیں.... اس کی کھلی آنکھیں گویا ان سے سوال کر رہی تھیں۔

"یہ کیا ہوا.... اور اب میری تصویر کا کیا بنے گا.... اس کا انعام میرے کس کام آئے گا۔"

انہوں نے ایک جھرجھری سی لی.... وہ اس وقت شدید الجھن محسوس کر رہے تھے....

"ٹھیک ہے اکرام.... لاش اٹھوا لو.... اور پوسٹ مارٹم کے لیے بھجوا دو۔"

"یس سر۔"

وہ ایک طرف آ کر بیٹھ گئے.... ایسے میں انہوں نے ایک ٹیکسی میں ابرار کو آتے دیکھا.... وہ انہیں دیکھ کر چونکا۔

"خیر تو ہے.... یہاں اتنے پولیس والے کیوں نظر آ رہے ہیں.... کیا کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔"

"آپ کہاں سے آ رہے ہیں۔" انہوں نے اس کی بات کا جواب دیے بغیر سوال کر ڈالا۔

"جی.... انوار نے چند تصاویر ایک تاجر کو مہیا کر دی تھیں.... ان کا بل رہتا تھا.... وہ لینے گیا ہوا تھا.... انوار نے ہی بھیجا تھا.... بات کیا ہے۔"

"اس تاجر کا نام.... پتا.... اور فون نمبر۔" وہ سرد آواز میں بولے۔

"آپ کا لہجہ مجھے پریشان کر رہا ہے.... انوار کہاں ہے۔"

"آپ پہلے سوال کا جواب دیں۔"

"تاجر کا نام اختر پرویز ہے...." یہ کہہ کر اس نے اس کا پتا اور فون نمبر بھی بتایا۔ انہوں نے نمبر ڈائل کیے.... تو اس کی بات کی تصدیق ہو گئی.... یعنی وہ واقعی اس سے بل لے کر آ رہا تھا....

"انوار تاثیر کو قتل کر دیا گیا ہے۔" آخر انہیں بتانا پڑا۔

"کیا.... نہیں۔" وہ پوری قوت سے چیخا اور بے تحاشہ روتے ہوئے اندر کی طرف دوڑ پڑا.... اندر ابھی لاش اٹھوائی جا رہی تھی.... وہ لاش کو دیکھ کر زاروقطار رونے لگا....

"ایک کروڑ ڈالر کا لالچ اسے بھائی کے قتل پر اکسا سکتا تھا.... لیکن اس کے پاس گواہ موجود ہے کہ اس وقت وہاں تھا.... جب قتل ہوا.... لیکن پھر بھی ہمیں فوری طور پر تاجر سے ملنا ہو گا.... ہو سکتا ہے اس سازش میں تاجر شریک ہو.... اسے بھی لالچ دیا گیا ہو.... آؤ جلدی کرو۔"

وہ اسی وقت اختر پرویز کے پاس پہنچے.... اس نے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"کیا آپ نے انوار تاثیر سے کچھ تصاویر بنوائی تھیں۔"

"ہاں جناب! بہت اچھا آرٹسٹ ہے وہ.... میں اکثر اس سے تصاویر بنواتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"آپ کے پاس اس کا بھائی پیسے وصول کرنے کس وقت آیا تھا۔"

"کیوں.... کیا بات ہے۔" وہ پریشان ہو گیا۔

"آپ سوالات کے جوابات دیں...." انہوں نے منہ بنایا۔

"اب سے دو گھنٹے پہلے آیا تھا.... میرا خیال ہے...."

"وہ یہاں کتنی دیر ٹھہرا ہو گا۔"

"بس چار پانچ منٹ.... اس نے تصاویر کا بل مجھے دیا اور میں نے نوٹ اسے گن دیے.... اخلاقاً میں نے اس سے چائے کے لیے پوچھا.... لیکن اس نے انکار کر دیا.... بس چند منٹ بیٹھ کر ادھر ادھر کی باتیں کر کے چلا گیا۔"

"کیا آپ یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ وہ ٹھیک کتنے بجے آیا تھا۔"

"نہیں.... بالکل ٹھیک تو نہیں بتا سکتا.... کیونکہ میں نے اس وقت گھڑی نہیں دیکھی تھی.... البتہ یہ کہہ سکتا ہوں.... وہ نو اور ساڑھے نو کے درمیان آیا تھا۔"

"اور اس کے آرٹسٹ بھائی انوار کے قتل کا وقت بھی یہی ہے.... یعنی تقریباً پونے دس بجے.... کیا وہ ساڑھے نو بجے چل کر پندرہ منٹ میں اپنے گھر پہنچ سکتا تھا؟" وہ بولے۔

"کیا.... کیا کہا.... انوار تاثیر کو قتل کر دیا گیا ہے۔" وہ بری طرح اچھلا۔

"ہاں جناب! بات یہی ہے۔"

"نن نہیں.... نہیں.... وہ تو بہت پیارا آرٹسٹ تھا.... اسے کس سنگدل نے قتل کر دیا۔"

"پیارا آرٹسٹ تھا.... اسی لیے تو مارا گیا۔" وہ بولے۔

"جی.... میں سمجھا نہیں۔"

"اس کی ایک تصویر اس بار عالمی مقابلے میں اول آنے والی تھی.... اس تصویر کے کچھ خریدار پیدا ہو گئے.... لیکن وہ اس کو فروخت کرنے پر تیار نہیں تھا.... بس.... اسے قتل کر دیا گیا۔"

"نن نہیں.... نہیں.... اور وہ تصویر کہاں ہے۔"

"تصویر.... تصویر تو خیر اس وقت محفوظ ہے.... مسئلہ اس کے قتل کا ہے۔"

"تب پھر یہ کام اسرار کا ہرگز نہیں ہو سکتا.... دونوں بھائی ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے.... اس قدر محبت کہ ان کی محبت کی مثال دی جا سکتی تھی۔"

"اوہو اچھا.... خیر.... میں اس پہلو سے اب نہیں پوچھوں گا.... آپ کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"جی.... کیا مطلب.... میرا اپنے بارے میں۔"

"ہاں! اس تصویر کے لیے کیا آپ اسے قتل نہیں کر سکتے تھے۔"

"توبہ توبہ.... آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں.... انسان بہت بڑی چیز ہے.... ایک تصویر کے مقابلے میں۔"

"لیکن اس تصویر کو انعامی مقابلے میں پورے ایک کروڑ ڈالر ملیں گے۔"

"کیا کہا.... کتنے ملیں گے۔" وہ دھک سے رہ گیا۔

"ایک کروڑ ڈالر۔"

"نن نہیں.... نہیں۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"آپ کو یہ بات ابھی معلوم ہوئی ہے۔" انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں بالکل۔" اس نے سر ہلایا۔

"حیرت ہے.... کمال ہے...."

"خیر.... جو بھی ہے.... اس میں میں کیا کر سکتا ہوں اور آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔"

"آپ سے تو صرف اس بات کی تصدیق کرنا تھی کہ اسرار اس

وقت کہاں تھا.... جب اس کے سگے بھائی کو قتل کیا گیا.... سو آپ نے بتایا کہ وہ آپ کے پاس تھا.... خیر.... اتنا وقت بہر حال اس کے پاس تھا کہ یہاں سے تیز رفتاری سے جاتا اور اپنے بھائی کو قتل کر دیتا۔"

"بھلا وہ کیوں ایسا کرنے لگا.... جبکہ دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں.... ایک دوسرے پر جان چھڑکتے ہیں.... اور آج تک کوئی ایسی ویسی بات ان دونوں کے بارے میں نہیں سنی گئی۔"

"اچھی بات ہے.... آپ کا شکریہ۔"

وہ کچھ نہ بولا اور وہ وہاں سے نکل آئے.... اب انہوں نے اکرم کے نمبر ڈائل کیے.... اس کی آواز سن کر بولے۔

"یہ امجد آفاقی کہاں ٹھہرا ہوا ہے۔"

"اس کا مستقل ٹھکانا ہوٹل حارا ہے.... وہ جب بھی یہاں آتا ہے.... تو وہ ہوٹل حارا میں ٹھہرتا ہے.... بلکہ اس کے لیے وہ کمرے سارا سال بک رہتے ہیں.... گویا وہ اس کی مستقل رہائش ہے یہاں.... کمروں کے نمبر 102 اور 103 ہیں۔"

"شکریہ۔" وہ بولے۔

اب ان کا رخ ہوٹل حارا کی طرف تھا.... وہ سب چپ چاپ تھے.... دراصل انوار تاثیر کی موت نے انہیں حد درجے اداس کر دیا تھا....

"اب تم لوگوں کا اس کیس کے بارے میں کیا خیال ہے۔" انسپکٹر جمشید نے انہیں خاموش پا کر پوچھا۔

"اس سلسلے میں جنرل گوڈا سے تو ملنا ہی پڑے گا.... ورنہ شاید ہم یہ کیس حل نہ کر سکیں۔" محمود بولا۔

"ارے باپ رے.... یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"کیوں.... اس میں گھبرانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی۔"

"آپ اور کوئی کیس حل نہ کر سکیں.... کیا یہ عجیب بات نہیں۔"

"تم لوگوں کے خیال میں.... میرے خیال میں نہیں.... اس لیے کہ میں بھی انسان ہوں.... اور یہ ضروری نہیں کہ میں یہ کیس حل کر سکوں.... کامیابیوں کے ساتھ ناکامیاں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ اس کیس میں عجیب بات یہ ہے کہ مجرموں کا پروگرام آخر کیا ہے.... تحریر میرے پاس موجود ہے.... کیا میں اس تحریر کے ذریعے تصویر حاصل نہیں کر سکوں گا.... اور کیا امجد آفاقی تصویر لے جائے گا.... جس کا اس تصویر پر کوئی حق نہیں ہے۔"

"اب حق تو صرف اس کا رہ گیا.... تصویر کا انعام اگر ملتا ہے تو پھر وہ رقم اس کی ہو گی۔"

"ارے باپ رے.... وہ تو بیٹھے بٹھائے کروڑ پتی بن جائے

گا۔"

"اسی لیے تو یار لوگ اس تصویر کو حاصل کرنے کے چکر میں ہیں۔" وہ مسکرائے۔

"تب پھر یہ کام ابرار کا بھی ہو سکتا ہے..... جب اس نے دیکھا کہ امجد آفاقی اس معاملے میں بہت نمایاں ہو کر سامنے آ گیا ہے..... تو اس نے یہ کام کر ڈالا..... کیونکہ وہ جانتا ہے..... سارا شک امجد آفاقی پر جائے گا..... اس پر کوئی نہیں کرے گا۔"

"ہاں! اس بات کا امکان بہر حال ہے..... اوہو..... ایک بہت ضروری کام تو ہم نے کیا ہی نہیں..... آؤ..... جلدی کرو..... کہیں دوسرا قتل نہ ہو جائے۔" انہوں نے چونک کر کہا۔

☆.....☆.....☆

تصویر

"جی! یہ آپ نے کیا فرمایا..... کہیں دوسرا قتل نہ ہو جائے..... کیا اس بات کا بھی امکان ہے۔"

"ہاں بالکل..... جہاں تک میرا خیال ہے..... اب ایاز شاہ اشانا..... کو خطرہ ہے۔"

"لیکن ابا جان! اگر یہ کام..... یعنی انور تاثیر کا قتل ابرار کا کام ہے..... تب وہ کیوں ایاز شاہ اشانا کو قتل کرنے لگا....." فرزانہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"سوال درست ہے..... اچھا ہے..... لیکن یہ میں نے اس صورت میں کہا ہے..... جب ابرار قاتل نہ ہو..... اگر قاتل ابرار نہیں ہے..... تو اس صورت میں دوسرا قتل ہو سکتا ہے..... ورنہ نہیں۔ بہر حال ہمیں تو کوشش کرنا چاہیے۔"

"اوہ ہاں..... کیوں نہیں۔"

اور وہ دوڑ پڑے..... گھر پہنچے اور سیدھا لائبریری کا رخ کیا۔

"یہ کیا..... آتے ہی لائبریری..... میں یہ نہیں کرنے دوں

گی۔ بیگم جمشید نے ان کے آگے آتے ہوئے ہاتھ پھیلا دیے۔

"لیکن بیگم.... ہم اس وقت بہت جلدی میں ہیں۔"

"مجھے یاد نہیں پڑتا.... کبھی آپ نے کہا ہو.... آج ہم جلدی میں نہیں ہیں۔" انھوں نے برا سا منہ بنایا۔

"اچھی بات ہے.... بہت جلدی ہم یہ جملہ کہیں گے.... اس وقت نہ روکو.... ہاں کھانا لائبریری میں دے دو۔"

"اچھی بات ہے.... یہ بھی غنیمت ہے۔" وہ مسکرا دیں۔

وہ اندر آئے اور اخبارات کی فائلیں فرش پر ڈھیر کر کے ان میں گم ہو گئے۔ انھیں پتا ہی نہ چلا کہ کب بیگم جمشید اندر آئیں اور کھانا رکھ کر چلی گئیں.... وہ اس وقت چونکے.... جب بیگم انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی۔

"ایک گھنٹہ پہلے میں کھانا رکھ گئی تھی.... یہ جوں کا توں پڑا ہے۔"

"اوہ.... ہمیں تو پتا ہی نہیں چلا۔"

"چلیے خیر.... میں گرم کر کے لے آتی ہوں۔"

"اب اس کی ضرورت نہیں۔"

"کک.... کس کی ضرورت نہیں۔"

"کھانا گرم کرنے کی۔"

"کیوں.... جلدی میں ٹھنڈا ہی کھائیں گے۔"

"نہیں.... اخبار سے جس چیز کی تلاش تھی.... وہ مل گئی ہے.... اب ہم پہلے ایک جگہ جائیں گے وہاں سے واپسی پر کھانا کھائیں گے.... ہمارا رکنا.... کسی کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔"

"اوہ.... اگر بات اس قدر سنجیدہ ہے تو میں نہیں روکوں گی.... البتہ کھانا سامنے رکھ کر آپ کے انتظار میں سوکھتی رہوں گی۔"

"نن نہ.... امی جان.... یہ ظلم نہ کیجیے گا۔" فاروق گھبرا گیا۔

"کک.... کیوں۔" انھوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس لیے کہ سوکھی ہوئی امی نہ جانے کیسی لگیں گی۔"

"دھت تیرے کی۔" انھوں نے جھلا کر کہا اور وہ کہتے ہوئے باہر نکل آئے۔

اب ان کا رخ ایاز شاہ الناہو کی طرف تھا۔

"شاید ہی وہ زندہ ملیں۔" انسپکٹر جمشید نے افسوس ناک لہجے میں کہا۔

"ارے باپ رے.... یہ آپ کا اندازہ ہے یا صرف خیال۔"

"صرف خیال۔" وہ مسکرائے۔

"تب تو گنجائش ہے۔" محمود نے کہا۔

پھر وہ گیلری میں داخل ہوئے.... اپنے دفتر میں انھیں ایاز شاہ چائے پیتا نظر آیا.... اسے زندہ دیکھ کر ان کی جان میں جان آئی....

ادھر وہ انھیں دیکھ کر چونکا۔

"انسپکٹر صاحب آیئے.... سنایئے.... اس سلسلہ میں کیا رہا۔"

"خوفناک.... لیکن آپ نے تو اب تک سن لی ہوگی خبر۔"

"خبر.... کیا مطلب.... کون سی خبر۔"

"انوار تاثیر کو قتل کر دیا گیا ہے۔"

"جی نہیں...." وہ چلا اٹھا۔

"اور اب آپ کی باری ہے۔" وہ بولے۔

"ک ک.... کیا.... کیا مطلب.... آپ کا.... اب قتل ہونے کی باری میری ہے۔"

"ہاں! تصویر کے معاملے میں آپ اس وقت سب سے زیادہ جانتے ہیں.... یا پھر انوار صاحب جانتے تھے۔"

"جی نہیں.... میں کچھ نہیں جانتا.... آپ بالکل غلط سوچ رہے ہیں...."

"میں کیا بات غلط سوچ رہا ہوں.... چلیے پہلے آپ بتا دیں۔" وہ مسکرائے۔

"آپ سوچ رہے ہیں.... امجد آفاقی یہ تصویر حاصل کرنے کے چکر میں ہے.... جب انوار نے اسے تصویر نہ دی تو اس نے انھیں قتل کر دیا یا کروا دیا.... اب چونکہ تصویر میرے پاس ہے.... انوار کی تحریر آپ کے پاس بھی ہے اور میرے پاس بھی ہے.... اس لیے وہ مجھے قتل نہ کرا دے اور تصویر مزے سے لے اڑے.... لیکن آپ یہ غلط سوچ رہے ہیں.... اس لیے کہ بین الاقوامی مقابلہ میں چوری کی کوئی تصویر نہیں رکھی جا سکتی.... اگر کوئی کسی طرح رکھوا دے.... اور بعد میں یہ پتا چل جائے تو اس آدمی کو پولیس باقاعدہ گرفتار کر لیتی ہے.... اور اسے بھاری جرمانہ کی سزا ملتی ہے۔ اگر وہ جرمانہ ادا نہ کر سکے تو جیل کی سزا کاٹنا پڑتی ہے.... اور چوری کی تصویر کا پتا چل ہی جاتا ہے۔ کیونکہ جس نے وہ تصویر بنائی ہے.... وہ اس چکر میں عالمی مقابلے میں تصاویر دیکھنے کے لیے پہنچ جاتا ہے.... اور دعویٰ کر دیتا ہے کہ تصویر اس کی ہے...."

"لیکن اس طرح تو کوئی بھی دعویٰ کر سکتا ہے کہ فلاں تصویر اس کی ہے۔"

"اسے موقع پر ہی ثبوت بھی تو دینا پڑتا ہے۔"

"اور وہ ثبوت کیا ہوتا ہے۔"

"تصویر بناتے وقت مختلف موقعوں پر اس کی فلم بنائی جاتی ہے.... یعنی آرٹسٹ اس فلم میں وہ تصویر بناتا نظر آتا ہے.... دراصل یہ مقابلے اس قدر بڑے پیمانے پر کرائے جاتے ہیں کہ تصاویر کی اہمیت بہت بڑھ گئی.... اور پھر جو تصویر اول انعام حاصل کرے.... اس کو انعام تو ملتا ہی ہے.... پوری دنیا میں اس کے خریدار پیدا ہو جاتے ہیں

اور پھر اس کی بولی لگتی ہے.... اس طرح بات کروڑوں ڈالر تک پہنچتی ہے.... ذرا سوچیے.... اگر انوار ناز کی تصویر کو انعام مل گیا.... ابرار کتنا دولت مند ہو جائے گا.... لہٰذا آپ ابرار پر توجہ دیں.... یہ کام اس کا ہے۔"

"اور امجد آفاقی کا کیوں نہیں ہو سکتا۔"

"اس کا بعد میں ہو سکتا ہے.... پہلے تو ابرار پر شک کیا جائے۔"

"وہ ہم کر رہے ہیں.... آپ فکر نہ کریں۔" فاروق نے منہ بنایا.... باقی مسکرا دیے۔

"خیر.... آپ میرے بارے میں پریشان نہ ہوں.... مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے.... آخر آفاقی مجھے کیوں ہلاک کرنے لگا.... جب کہ اس کے پاس تحریر ہے.... اب تصویر یا اسے ملے گی.... یا آپ کو میں تو درمیان میں ہوا ہی نہیں.... لہٰذا امجد آفاقی کی طرف سے خطرہ آپ کو ہے.... مجھے نہیں۔"

انہوں نے اس کی بات پر غور کیا.... وہ ٹھیک کہہ رہا تھا.... لہٰذا انہوں نے کہا۔

"اوکے.... اب پہلے یہ فیصلہ ہو گا کہ تصویر کسے ملے گی.... اور آپ بے فکر رہیں.... تصویر کو میں اپنے پاس نہیں رکھوں گا ابرار کے حوالے کر دوں گا.... لیکن ابرار صاحب اس کی حفاظت نہیں کر

سکیں گے۔ اس لیے.... تصویر کو عالمی مقابلے میں شامل کرنے کی ذمے داری میں خود لوں گا۔ اگر ابرار صاحب نے اجازت دی۔"

"گویا آپ انٹارچہ خود جائیں گے۔"

"ہاں! میں اپنی آنکھوں سے اس انعامی مقابلے کو دیکھوں گا۔"

"اوہ اوہ۔" اس کے منہ سے نکلا۔

"لیکن پہلا سوال یہ ہے کہ تصویر آپ کو ملتی بھی ہے یا نہیں.... کیونکہ میرے علم کے مطابق تحریر پہلے امجد آفاقی کے آدمیوں نے لکھوائی تھی۔"

"زردستی.... انوار نے اپنی خوشی سے لکھ کر نہیں دی تھی انہیں وہ تحریر۔" وہ بولے۔

"کیا آپ عدالت میں یہ بات ثابت کر سکیں گے۔"

"شاید۔" انہوں نے کہا۔

"بس تو پھر.... آپ یہ کیس جیت جائیں گے.... تصویر آپ کو مل جائے گی۔"

"پھر بھی یہی رہے گا.... کہ تصویر مجھے مل جائے.... ورنہ امجد آفاقی کو انعام مل جائے گا.... اور یہ ناجائز ہو گا۔"

"قاتل کون ہے آخر۔" ایاز شاہ نے سرسری انداز میں کہا۔

"خیال تو یہی ہے کہ امجد آفاقی ہی قاتل ہے۔"

"لیکن اسے قتل سے کیا فائدہ ہو بھلا۔"

"انوار اب عدالت میں حاضر ہو کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس سے تحریر زبردستی لکھوائی گئی ہے۔"

"کیا یہ بات ادار نہیں کہہ سکتا۔"

"اب اس کی گواہی نہیں چلے گی.... اس لیے کہ تصویر پر حق اب اس کا گنا جائے گا.... لہٰذا وہ تو میرے حق میں ہی گواہی دے گا.... کہ انوار نے اپنی مرضی سے تحریر مجھے لکھ کر دی تھی.... اس صورت میں اسے تصویر مل سکے گی.... لیکن عدالت اس کے اس بیان کو کوئی اہمیت نہیں دے گی۔"

"اوہ.... اوہ۔" ایاز شاہ نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

"خیر.... اب عدالت میں دیکھیں گے.... آپ بھی آئیں گے نا۔"

"آنا ہی ہو گا.... ایک تو یہ معاملہ حد درجے دلچسپ ہے۔ دوسرے اس معاملے کا تعلق آخر مجھ سے بھی ہے۔"

"اچھی بات ہے.... تب پھر ہم چلتے ہیں.... اور آپ خیال رکھیں.... ہم سب کے خیالات غلط ثابت ہو سکتے ہیں اور آپ کی زندگی کو خطرہ ہو سکتا ہے۔"

"آپ مجھے ڈرائیں نہ.... مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

"اچھی بات ہے۔" وہ مسکرا دیے۔

دوسرے دن عدالت میں یہ کیس لگا.... جج نے حیرت زدہ انداز میں اس کیس کی تفصیل سنی.... پھر حیران ہو کر بولے۔

"گویا مجھے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ تصویر کسے ملنی چاہیے۔"

"ہاں جناب والا۔" وکیل نے کہا۔

"بہت خوب! شروع کریں۔"

اب پہلے سرکاری وکیل نے دلائل دیے.... پھر انسپکٹر جمشید نے.... اپنے وکیل وہ خود تھے.... انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ امجد آفاقی نے زبردستی تحریر حاصل کی ہے.... ادھر امجد آفاقی کے وکیل نے بیان دیا کہ امجد آفاقی کے آدمیوں نے انوار کی مرضی سے تحریر لکھوائی.... انسپکٹر جمشید نے بطور گواہ ادار کو پیش کیا.... ادار نے بھی بیان دیا.... اور زبردستی تحریر لکھوانے پر زور دیا.... دوسری طرف امجد آفاقی کے آدمیوں نے گواہیاں دیں کہ ان کی موجودگی میں انوار نے وہ تحریر لکھ کر دی ہے.... اور اس سلسلہ میں انہوں نے کوئی زبردستی نہیں کی.... بلکہ انوار اور ان کے درمیان بہت آرام اور سکون سے بات ہوئی تھی۔

"اب.... کیا میں فیصلہ سنا دوں۔" جج نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"ایک منٹ جناب عالی.... میں ایک ثبوت اور پیش کرنا چاہوں گا۔"

"اور وہ کیا۔" مخالف وکیل نے چونک کر پوچھا۔

"اس وقت ہونے والی تمام گفتگو ٹیپ کر لی گئی تھی.... آپ وہ سن سکتے ہیں۔

"ٹیپ شدہ آواز کو ثبوت کا درجہ حاصل نہیں.... ویسے میں سن لیتا ہوں...." جج صاحب نے کہا.... انسپکٹر جمشید زور سے چونکے.... انہیں احساس ہو گیا کہ جج ان کے خلاف فیصلہ سنانے والے ہیں.... لہذا انہوں نے وہ تمام گفتگو سنا دی.... جج صاحب غور سے سنتے رہے.... آخر کیسٹ ختم ہونے پر وہ بولے۔

"یہ آوازیں فرضی ہو سکتی ہیں.... آواز بدل کر بولنے کا فن اب ان گنت لوگوں کو آتا ہے.... آپ خود جانتے ہیں کہ یہ کوئی ثبوت نہیں بنتا.... لہذا یا تو کوئی ٹھوس ثبوت پیش کریں.... یا میں فیصلہ سناتا ہوں۔"

"اس سے بڑھ کر ٹھوس ثبوت کیا ہو سکتا ہے جناب والا کہ انوار کو قتل کرا دیا گیا.... یعنی تصویر بنانے والے آرٹسٹ کو۔"

"کیا!!!" وہ اچھل پڑے۔

"ہاں جناب!"

"جناب والا! ہمیں کیا معلوم.... یہ قتل کس نے کیا ہے.... اور کیوں۔" مخالف وکیل نے منہ بنایا۔

"آپ کیا کہتے ہیں.... انوار کو کیوں قتل کیا گیا ہے۔"

"تاکہ وہ عدالت میں یہ بیان نہ دے سکیں کہ انہوں نے نہیں تحریر اپنی مرضی سے لکھ کر نہیں دی تھی.... بلکہ ان لوگوں نے زبردستی لکھوائی تھی۔"

"آپ ایک بات بتائیں۔" جج نے خود سوال کیا۔

"جی پوچھیے۔"

"انوار صاحب نے یہ تحریر پہلے آپ کو لکھ کر دی.... یا امجد آفاقی کو۔"

"پہلے امجد آفاقی کے آدمیوں نے زبردستی تحریر لکھوائی.... ان کے جانے کے بعد میں نے ان سے دوسری تحریر لکھنے کے لیے کہا۔"

"تب تو حق ان کا ثابت ہو گیا.... آپ نے خود مان لیا۔"

"لیکن ان لوگوں نے زبردستی لکھوائی ہے۔"

"یہ بات آپ عدالت میں ثابت نہیں کر سکے۔" جج صاحب نے انکار میں سر ہلایا۔

وہ سکتے میں آ گئے.... فیصلہ ان کے بالکل خلاف ہونے والا تھا.... جج کے انداز سے بالکل یہی محسوس ہو رہا تھا۔

"اور کوئی بات؟" جج صاحب نے گویا فیصلہ کرنے سے پہلے پوچھا۔

"جی نہیں.... اور کوئی بات نہیں۔" مخالف وکیل نے فوراً

کہا۔

"آپ؟" وہ ان کی طرف دیکھ کر بولے۔

"ہاں سر.... ایک آخری بات.... ان لوگوں نے تصویر کتنے میں خریدی۔" وہ بھرپور انداز میں مسکرائے۔

"کیا...." مخالف وکیل چونک اٹھا۔

"آپ کے مؤکلوں نے تصویر کتنے میں خریدی.... ظاہر ہے.... انوار نے اس قدر قیمتی تصویر ان لوگوں کو مفت نہیں دی ہو گی۔"

"اوہ.... اوہ۔" جج صاحب بولے.... ان کی نظریں امجد آفاقی کے وکیل پر جم گئیں.... اس نے جلدی سے کہا۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے.... ظاہر ہے رقم دے کر ہی خریدی ہے۔"

"مہربانی فرما کر اس رقم کی رسید دکھائیں.... جو آپ کو انوار صاحب نے لکھ کر دی ہو۔"

وہ سکتے میں آگئے۔

"میں سمجھ گیا.... تصویر انعامی مقابلے کے اعلان تک انسپکٹر جمشید کی تحویل میں رہے گی.... اب اس تصویر کو وہ کسی ادارے کے حوالے بھی نہیں کر سکیں گے...." آخر جج نے فیصلہ سنا دیا۔

"شکریہ جناب عالی۔"

وہ سب عدالت سے باہر نکل آئے.... فوراً گیلری پہنچے.... ایاز شاہ خود بھی عدالت میں موجود تھا اس نے عدالت کا حکم سنا تھا.... لہٰذا بولا۔

"آپ جلد از جلد یہ تصویر لے جائیں.... اب یہ تصویر اور زیادہ خونی ہو گئی۔" اس کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔

"کیا کہا.... اور زیادہ خونی ہو گئی ہے۔"

"ہاں.... ایک قتل اس سلسلے میں پہلے ہو چکا ہے.... اب نہ جانے کیا ہو جائے۔"

"اچھی بات ہے۔"

انہوں نے تصویر اپنی گاڑی میں رکھی اور گھر کی طرف روانہ ہوئے.... جونہی وہ گھر کے سامنے پہنچے.... انہیں ایک جھٹکا لگا۔

☆....☆....☆

استاد کا اندازہ

گھر کا دروازہ چوپٹ کھلا تھا.... بیگم جمشید اس طرح دروازہ کھلا چھوڑنے کی عادی ہرگز نہیں تھیں.... اس کا مطلب تھا.... اندر گڑبڑ ہے.... وہ بوکھلا کر آگے بڑھے.... پھر ایک آواز نے ان کے قدم روک لیے۔

"وہیں رک جائیں انسپکٹر جمشید.... اگر اپنی بیگم کی زندگی چاہتے ہیں۔" آواز بہت خوفناک تھی.... اور ابھی انہوں نے اس کیس کے دوران یہ آواز نہیں سنی تھی۔

"کیا چاہتے ہو۔"

"تصویر گاڑی میں ہے۔" پوچھا گیا۔

"ہاں...." وہ بولے۔

"اسے لے کر یہاں سے روانہ ہو جائیں.... اور کوئی چال چلنے کی کوشش نہ کریں.... ورنہ اپنی بیگم کی لاش دیکھیں گے۔"

"کہاں جانا ہے۔"

"آپ اس تصویر کو مشرقی سڑک کے پندرہویں کلو میٹر

تک لے جائیں.... وہاں میرے آدمی موجود ہوں گے.... بس آپ تصویر ان کو سونپ دیں.... جب وہ مجھے خود یہاں کے نمبروں پر فون کریں گے.... میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

"اچھی بات ہے.... لیکن اس کا فائدہ کیا ہوگا.... چوری شدہ تصویر انعامی مقابلے میں شامل نہیں ہو سکتی۔"

"آپ اس بات کو چھوڑیں اور جو کہا ہے.... صرف وہ کریں۔" مسکرا کر کہا گیا۔

"او کے۔"

انہوں نے اسی وقت کار دوڑا دی.... اور روانہ ہو گئے.... لیکن کچھ ہی دور پہنچ کر انہوں نے ان تینوں سے کہا۔

"میں تصویر لے کر آگے جاتا ہوں.... تم اتر جاؤ اور فاضل صاحب کی چھت کے ذریعے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کرو.... اگر تم نے اس پر قابو پا لیا تو ہمارے لیے بہتر ہوگا۔"

"او کے ابا جان۔" وہ پرجوش انداز میں بولے۔

"ایک بات اور.... اس دوران تم یہ سوچتے رہنا کہ چوری شدہ تصویر کو وہ انعامی مقابلے میں کیسے پیش کر سکیں گے۔"

"اوہ.... جی اچھا۔" وہ چونک کر بولے۔

تینوں اسی وقت کار سے اتر گئے.... اب انہوں نے ٹیکسی لی اور واپس گھر کی طرف روانہ ہوئے.... انسپکٹر جمشید آگے بڑھ گئے....

اب درمیانی رفتار سے جا رہے تھے.... تیز جانے کی صورت میں وہ جلد پندرہویں کلومیٹر پر پہنچ جاتے اور انہیں تصویر ان لوگوں کو دینا پڑتی.... وہ چاہتے تھے.... پہلے محمود، فاروق اور فرزانہ کی طرف سے کوئی اطلاع مل جائے.... پھر وہ وہاں پہنچیں.... لیکن ہوا اس کے الٹ.... کافی دیر گزر گئی.... لیکن ان کی طرف سے کوئی فون موصول نہ ہوا.... اب انہوں نے مجبور ہو کر پندرہویں کلومیٹر پر پہنچنے کا فیصلہ کیا۔

وہاں پہنچ کر انہوں نے اپنی کار روک لی.... اور چاروں طرف دیکھا.... آس پاس کوئی نہیں تھا.... سڑک بھی قریباً سنسان تھی.... سامنے سے اور پیچھے سے بہت دیر بعد کوئی گاڑی آ رہی تھی....

"ارے بھئی.... تم لوگ کہاں ہو.... میں آ گیا ہوں۔"

"بہت دیر سے آئے مہربان۔"

"ہاں دیر تو خیر ہو گئی۔" وہ بولے۔

"خیر.... تو تصویر کار سے نکال کر درختوں کے درمیان لے آؤ۔"

"اچھی بات ہے۔" انہوں نے کہا اور ہدایت پر عمل کرتے ہوئے تصویر درختوں کے درمیان لے آئے.... کار انہوں نے وہیں رہنے دی تھی۔

"تصویر درختوں کے درمیان آ گئی ہے۔" انہوں نے بتایا۔

"شکریہ.... اب اپنی کار میں بیٹھ کر چلے جائیں.... ہم یہاں سے فون کر رہے ہیں.... ہمارے ساتھی آپ کے گھر سے نکل جائیں گے۔"

"اچھی بات ہے.... شکریہ۔" وہ دل ہی دل میں مسکرائے.... گویا مجرموں سے اب ایک عدد غلطی ہونے والی تھی.... انہوں نے خوب سوچ سمجھ کر تصویر حاصل کرنے کا پلان بنایا تھا لیکن خوب سوچ سمجھ کر بنائے جانے والے پلان میں بھی کوئی نہ کوئی خامی تو رہ ہی جاتی ہے.... وہ سڑک سے روانہ ہو گئے اور واپس شہر کی طرف چل پڑے.... پھر چکر کاٹ کر جنگل کے راستے درختوں کے نزدیک آ گئے.... لیکن کار انہوں نے دور چھوڑ دی تھی اور وہ یہاں تک پیدل آئے تھے۔ یہ دیکھ کر ان کی حیرت بڑھی.... کہ وہ لوگ وہاں کہیں بھی نظر نہیں آ رہے تھے اور اس قدر جلد وہ غائب ہو نہیں سکتے تھے۔

"حیرت ہے.... اس قدر جلد یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے۔" وہ بڑبڑائے۔

عین اس لمحے ایک پتھر کسی طرف سے آیا.... پتھر کی آواز انہوں نے محسوس کر لی.... وہ بلا کی تیزی سے بیٹھ گئے اور پتھر ان کے اوپر سے گزر گیا.... ورنہ ان کا سر پاش پاش ہو گیا تھا۔

"آپ نے وعدہ خلافی کی انسپکٹر جمشید.... اب ہم آپ کے

گھر فون نہیں کریں گے..... نہ ہم نے اب تک کیا ہے.....
ہمارے استاد کو بالکل بے وقوف خیال کر بیٹھے تھے..... اس نے ہم
پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ آپ یہ چال چلیں گے..... لہٰذا ہوشیار رہیں
اور فوری طور پر اسے فون نہ کریں..... چنانچہ ہم نے فون کر
غلطی نہیں کی..... اور استاد کا اندازہ درست نکلا..... لہٰذا اب ہم
نہیں کریں گے۔"

"صد افسوس....." وہ برا سامنہ بنا کر بولے۔

"تصویر اب ہمارے قبضے میں ہے....."

"دھت تیرے کی..... اب کیا پروگرام ہے۔"

"آپ یہاں سے چلے جائیں۔"

"اچھی بات ہے..... ویسے بھی میں اب یہاں رک کر
کروں گا۔"

انھوں نے مایوسانہ انداز میں کہا اور جانے کے لیے
گئے..... اس طرح وہ کار تک پہنچے اور اس میں بیٹھ کر شہر کی طر
روانہ ہو گئے..... دشمن کافی چالاک تھا..... اس نے پہلے سے ہی ہر با
کی پیش بندی کر رکھی تھی..... ادھر انھیں ان تینوں کی پریشانی تھی
ان کی طرف سے پیغام نہ ملنے کا مطلب تھا..... وہ بھی پھنس گ
ہیں..... لہٰذا وہ جلد از جلد پہنچ جانا چاہتے تھے..... آخر انھوں نے گ
کے دروازے پر پہنچ کر کار روک دی.....

گھر کا دروازہ انھیں اندر سے بند نظر آیا..... نزدیک پہنچے تو
انھوں نے اپنی عادت کے مطابق پاؤں سے آوازیں نکالیں۔

"آجائیے ابا جان..... اندر کوئی خطرہ نہیں ہے۔" محمود کی
آواز سنائی دی۔

"اوہ تو کیا دروازہ اندر سے بند نہیں ہے۔"

"جی نہیں..... وہ یونہی بند کر کے چلا گیا ہے۔"

"وہ کون؟"

"وہ کوئی بہت عجیب آدمی تھا ابا جان..... ہم اسے سمجھ نہیں
سکے۔"

"میں نے تو تم سے کہا تھا، پڑوسی فاضل صاحب کی چھت
سے اندر جانے کی کوشش کرنا۔"

"ہم نے ایسا ہی کیا تھا..... لیکن وہ پہلے ہی تیار تھا اور شاید
اسے اندازہ تھا کہ ہم کیا کریں گے۔"

"اوہ ہاں! یہ ٹھیک ہے..... اس نے میرے ساتھ بھی یہی
کیا۔" وہ مسکرائے۔

"جی کیا مطلب؟"

اب انھوں نے اپنی کہانی سنائی..... اب وہ صحن میں موجود
تھے..... انسپکٹر جمشید انھیں کھول چکے تھے..... وہ تینوں انھیں صحن میں
بندھے ملے تھے.....

"اس کا مطلب ہے.... تصویر تو ہاتھ سے گئی۔"

"سوال یہ ہے کہ وہ چوری شدہ تصویر کس طرح انعامی مقابلے میں رکھیں گے۔"

"اوہ ہاں! ابا جان.... اس بارے میں ہم نے بہت غور کیا.... اور آخر ایک اندازہ لگانے میں کامیاب ہو ہی گئے۔"

"اوہو اچھا.... وہ کیا اندازہ لگایا؟" انہوں نے فوراً پوچھا۔

"وہ ابرار کو اغوا کریں گے.... اپنے ساتھ انشارجہ لے جائیں گے.... اور اس کی برین واشنگ کریں گے.... تاکہ گیلری میں رکھتے وقت وہ تصدیق کرے کہ تصویر کا مالک وہ ہے۔"

"اوہ.... اس طرح تو ابرار صاحب بہت نقصان میں رہیں گے۔"

"ہاں! یہ تو ہے۔"

"تب پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔"

"ہم بھی انشارجہ جائیں گے۔"

"بہت خوب.... لیکن ہم بھلا وہاں جا کر کیا کر سکیں گے.... اگر ابرار نے ان کے حق میں بیان دے دیا۔ اور یہ کہہ دیا کہ وہ ان کے حق میں دست بردار ہو گیا.... اب تصویر کے مالک یہ ہیں تو.... تو کیا ہو گا۔"

"ہم وہاں یہ دعویٰ کریں گے کہ یہ غلط ہے.... اور یہ کہ

رار کو اغوا کر کے لایا گیا ہے.... تصویر چوری کی گئی ہے ایک طرح سے۔"

"بہت خوب.... مزا رہے گا.... لیکن یہ مقابلہ ہے کب؟"

"آج سے پانچ دن بعد۔"

"تب ہمارے پاس بہت وقت ہے.... ہم یہیں کیوں نہ ان کا سراغ لگانے کی کوشش کریں.... اور تصویر ابرار کے حوالے کر دیں۔"

"ایسا تو ہمیں کرنا ہو گا.... لیکن ہم انشارجہ بھی جائیں گے.... اس سازش کا پردہ چاک کریں گے۔"

"آپ کا مطلب ہے.... انعام دینے والی سازش کا۔"

"ہاں! اس میں ہر سال بے ایمانی کی جاتی ہے.... یہ پہلے ہی طے کر لیا جاتا ہے کہ اس بار انعام کون سی تصویر کو دیا جائے گا.... اس طرح سودے بازی کی جاتی ہے.... گویا انعام کی رقم کا ایک بڑا حصہ جنرل گوڑا کو ملتا ہے.... اور اس طرح باقی رقم تقسیم کر لی جاتی ہے.... جب کہ یہ ناانصافی ہے.... اگر یہ مقابلہ کرایا جاتا ہے.... تو پھر اصل حق دار کو حق ملنا چاہیے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔"

"آؤ پھر.... ہم ذرا امجد آفاقی سے ملاقات کر لیں۔"

"لیکن اس کے خلاف آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں...."

"ثبوت ہم حاصل کر لیں گے .... فکر نہ کریں .... قصور آخر اسی نے اڑائی ہے۔" وہ بولے۔

"جی .... ہاں! اس میں شک نہیں۔"

وہ ہوٹل مختار پہنچ گئے .... امجد آفاقی کے کمروں کے نمبر انہیں معلوم ہی تھے .... لہٰذا کاؤنٹر سے کچھ پوچھے بغیر .... وہ رہائشی کمروں کی طرف چلے آئے .... اور نمبر پڑھتے ہوئے آگے چلتے رہے یہاں تک کہ 102 کے سامنے پہنچ گئے .... دروازہ اندر سے بند تھا .... اور اندر بالکل خاموشی تھی .... انہوں نے دستک دی .... ایک منٹ گزرنے پر بھی اندر کوئی آہٹ نہ ہوئی .... اب انہوں نے دوسری بار دستک دی .... اب بھی کوئی جواب نہ ملا .... نہ کوئی دروازہ کھولنے کے لیے آیا۔

"محمود .... تم نیچے جا کر منیجر کو بلا لاؤ۔" انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

"جی اچھا۔" اس نے کہا اور دوڑ گیا

جلد ہی منیجر کانپتا وہاں آ گیا .... وہ ایک لمبا موٹا آدمی تھا ....

"جی .... جناب! کیا بات ہے۔"

"آپ اس ہوٹل کے منیجر ہیں۔"

"جی بالکل .... اور آپ انسپکٹر جمشید ہیں .... فرمایئے .... کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"یہ کمرہ امجد آفاقی کا ہے نا۔"

"جی بالکل .... مستقل طور پر یہ کمرے ان کے ہیں .... 102 اور 103۔" اس نے کہا

"کمروں کے دروازوں پر تالے لگے ہوئے نہیں ہیں .... کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اندر موجود ہیں۔"

"جی بالکل! یہی مطلب ہے کیوں۔"

"آپ دستک دیں۔"

"بات کیا ہے۔"

"ہم دستک دے چکے ہیں .... کوئی جواب نہیں مل رہا۔"

"اوہو اچھا .... میں دیکھتا ہوں۔" اس نے پریشان ہو کر کہا۔

اب اس نے زوردار دستک دی .... ساتھ ہی بولا۔

"امجد آفاقی صاحب .... آپ دروازہ کھول رہے ہیں یا نہیں .... باہر کچھ لوگ آپ سے ملنے آئے ہیں۔"

اب بھی کوئی جواب نہ ملا .... وہ پریشان ہو گئے۔

"منیجر صاحب .... جلدی کریں .... میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے گھبرا کر کہا۔

"آپ کا مطلب ہے .... اندر خطرہ ہے۔"

"ہاں! ورنہ کیوں وہ دروازہ نہ کھولتے۔"

"اچھی بات ہے کیا میں دروازہ تڑوا دوں۔" منیجر نے کہا۔

"ہاں! اور ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

"میں ابھی آیا۔" اس نے کہا اور دوڑ گیا۔

واپس آیا تو اس کے ساتھ ہوٹل کے بیرے تھے.... ان کے ہاتھوں میں دروازہ توڑنے کا سامان تھا.... انہوں نے نہایت تیزی سے کام شروع کیا.... آخر دس منٹ کی بھرپور کوشش کے بعد دروازہ ٹوٹ گیا.... اور وہ اندر داخل ہوئے۔

پھر وہ دھک سے رہ گئے.... کرسی پر امجد آفاقی کی خون میں لت پت لاش پڑی تھی.... ایسے میں انسپکٹر جمشید زور سے اچھلے۔

ان کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

☆....☆....☆

تھا قاتل ایاز شاہ اور انشا ناہید۔

"قاتل سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے جناب۔" وہ بولے۔

"جی.... کیا مطلب؟" الیاس باتا نے حیران ہو کر کہا۔

"بہت خوفناک غلطی کر گیا قاتل.... ورنہ یہ کیس خودکشی کا تھا۔"

قتل ایاز شاہ اور انشا نے کیا۔

"میں سمجھا نہیں جناب۔"

"دیکھئے نا.... ہمیں دروازہ بند ملا ہے نا۔"

"او ہاں.... بالکل۔"

"اور آپ نے اس کو تڑوایا ہے۔"

"اس میں بھی کوئی شک نہیں۔"

"اگر اس شخص نے خودکشی کی ہے تو کس چیز سے کی ہے۔"

"اوہ.... ارے۔" ان سب کے منہ سے نکلا.... اب وہ سمجھے کہ وہ کیا کہنا چاہ رہے تھے۔

ان سب نے آلۂ قتل کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑائیں.... لیکن پستول کہیں نظر نہیں آیا۔

"اب سوال یہ ہے کہ قاتل باہر کیسے نکلا..... یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اس نے مقتول سے کہا ہو گا کہ میں تمہیں گولی مارنے لگا ہوں..... میں گولی مار کر کمرے سے نکل جاؤں گا..... تم میرے باہر نکل جانے کے بعد دروازہ اندر سے بند کر لینا..... اور مر جانا تاکہ سب یہی خیال کریں کہ تم نے خودکشی کی ہے..... اس طرح میری جان چھوٹ جائے گی..... "وہ کہتے چلے گئے۔

"ہوں..... واقعی..... یہ بہت عجیب بات ہے..... لیکن آپ کے خیال میں یہ پھر کیسے ہوا..... قاتل کمرے سے کیسے نکل گیا۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ تو ہمیں محترم الیاس بابا بتائیں گے..... اس لئے کہ یہ ہوٹل کے منیجر ہیں۔" ان کی نظریں اس پر جم گئیں۔

"جی..... کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ آپ کے ہوٹل کے کسی کمرے سے کوئی شخص کس طرح نکل سکتا ہے..... کیا آپ بتا سکتے ہیں۔"

"ن نہیں..... میں نہیں بتا سکتا..... ویسے یہ دو کمرے سالہا سال سے ان کے پاس تھے..... آخر ایک ریاست کے شہزادے ہیں..... جب بھی اس شہر میں آتے تھے..... یہیں ٹھہرتے تھے۔"

"مان لی یہ بات۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے اس کمرے میں کوئی خفیہ راستہ بنوا لیا تھا۔"

"پپ پتا نہیں..... میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"اگر ہم یہ بات فرض کر لیں..... کہ انہوں نے کمرے میں کوئی خفیہ راستہ بنوا لیا تھا تو اس کا علم امجد آفاقی کو ہی ہو سکتا تھا نہ کہ قاتل کو..... کیا خیال ہے آپ کا۔"

"بالکل ٹھیک ہے..... یہ معاملہ میری سمجھ سے باہر ہے جناب..... میں اس قسم کے معاملات کو بالکل نہیں سمجھتا۔"

"ہوں آپ بھی ٹھیک کہتے ہیں..... خیر ہم ایسا کرتے ہیں کہ اس کمرے میں کوئی خفیہ راستہ تلاش کرنے کی کوشش شروع کرتے ہیں..... کیا خیال ہے آپ کا۔"

"ضرور کریں۔"

"کیا آپ کا خیال ہے..... ہم تلاش نہیں کر سکیں گے۔" وہ مسکرائے۔

"بھلا میں یہ کیوں خیال کروں گا..... ویسے تو میرا خیال ہے کہ اس جگہ کوئی خفیہ راستہ ہے ہی نہیں۔"

"تب پھر آپ کو یہ بتانا ہو گا کہ قاتل باہر کیسے نکلا..... اور اگر یہ خودکشی ہے تو پھر آلہ خودکشی کہاں ہے۔"

اب الیاس بابا چکرا گیا..... یوں وہ سب چکر محسوس کر رہے تھے اور سوائے اس بات کے اور کوئی بات ان کے ذہن میں نہیں آ رہی تھی کہ اس کمرے میں کوئی خفیہ راستہ ہے..... اب انہوں نے اس کی

کھڑکی کو غور سے دیکھا.... اس میں سلاخیں لگی ہوئی تھیں اور اس کا فریم بھی ہر لحاظ سے مضبوط تھا.... اس پر انہوں نے خوب زور لگایا.... پھر وہ فاروق سے بولے۔

"کھڑکی کی دوسری طرف جاؤ.... دیکھو وہاں پر انگلیوں کے نشانات ہیں یا نہیں.... اس طرف شاید باغ ہے.... اور اگر وہاں گھاس بھی ہے تو پھر نشانات کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔"

"جی نہیں.... وہاں گھاس نہیں ہے...."

"بہت خوب! اب تو ہو سکتا ہے، اس طرف نشانات ہوں۔"

"تو کیا آپ کے خیال میں قاتل کھڑکی کے راستے باہر نکلا ہے۔" الیاس بابا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ابھی میں نے کوئی خیال قائم نہیں کیا.... میں اس وقت صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ قتل کی واردات ہے اور قاتل خفیہ راستے سے باہر گیا ہے.... خفیہ راستے کی تلاش ہم اس وقت شروع کریں گے.... جب لاش اٹھوالی جائے گی۔"

"جج.... کیا.... کیا فرمایا آپ نے.... خفیہ راستے کی تلاش۔"

"کیوں.... کیا ہوا؟"

"یہ.... یہ تو کسی ناول کا کام ہو سکتا ہے۔"

"اوہ.... وحشت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"یہ.... یہ کیا بات ہوئی۔" الیاس بابا نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ ان کی باتیں ہیں.... چھوڑیں۔" انہوں نے منہ بنایا اور پھر اکرام کو فون کرنے لگے۔

اب اکرام کا کام شروع ہوا.... ایک گھنٹے بعد لاش اٹھوالی گئی.... گولیاں اس کے سینے اور دماغ میں لگی تھیں.... اور فوری طور پر موت واقع ہو گئی تھی.... خودکشی کرنے والا خود کو ایک گولی سے زیادہ نہیں مارا کرتا اور وہ کن پٹی پر نالی رکھ کر فائر کرتا ہے.... تاکہ موت فوری واقع ہو.... کن پٹی پر بارود کا نشان بھی ملتا ہے.... یہاں ایسی کوئی بات نہیں تھی.... گویا فائر کچھ فاصلے سے کیے گئے تھے.... مطلب یہ کہ قاتل کمرے میں داخل ہوا.... غالباً امجد آفاقی اسے جانتا تھا.... اس نے دستک دی.... اس کی آواز سن کر آفاقی نے دروازہ کھول دیا.... ادھر وہ قتل کی تیاری کر کے آیا تھا، اس نے اندر آتے ہی فائر جھونک مارے اور خفیہ راستے سے نکل گیا۔"

"تب پھر دستک دے کر آنے کی کیا ضرورت تھی بابا جان۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"کیا مطلب؟"

"اگر اسے خفیہ راستے کے بارے میں معلوم تھا.... تو اس

نے دستک نہیں دی ہو گی.... اس خفیہ راستے سے ہی اندر آیا ہو گا.... اور ظاہر ہے.... خفیہ راستے کے بارے میں اسے امجد آفاقی نے خود بتایا ہو گا.... گویا اس کا اس سے گہرا تعلق تھا.... بھلا ایسا شخص کون ہو سکتا ہے۔"

"ہم کیسے بتا سکتے ہیں.... ہاں یہ بات الیاس بابا صاحب ضرور بتا سکتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"یہ آپ کے بہت پرانے گاہک تھے.... کیا آپ بتا سکتے ہیں.... اکثر ان سے ملنے کون آتا تھا۔"

"ان سے ملنے بہت ہی کم لوگ آتے تھے...."

"ان کے ملازم کہاں ہیں۔"

"ان کا کمرہ دوسری طرف ہے۔"

"وہ کتنے ہیں۔"

"چار.... جب وہ آتے ہیں تو یہ چاروں بھی ساتھ آتے ہیں.... لہٰذا ان کا کمرہ بھی بک رہتا ہے.... کسی اور کو نہیں دیا جاتا۔"

"ہوں اچھا.... آپ ذرا انھیں بلوا لیں۔"

"وہ اس وقت اپنے کمرے میں نہیں ہیں.... ابھی کچھ ہی دیر پہلے.... یعنی اس قتل کے بارے میں معلوم ہونے سے پہلے وہ گھومنے پھرنے نکل گئے.... وہ چاروں گھومنے پھرنے کے بہت شوقین ہیں

اور امجد آفاقی صاحب نے انھیں کھلی چھٹی دے رکھی ہے.... تاہم جب انھیں کہیں جانا ہوتا ہے.... اس وقت کے بارے میں وہ ان چاروں کو بتا دیتے ہیں.... اس وقت وہ یہاں موجود رہتے ہیں.... اب اس وقت چونکہ انھیں کوئی کام نہیں تھا.... اس لیے گھومنے نکلے ہوئے ہیں.... دو تین گھنٹے سے پہلے تو آئیں گے ہی نہیں۔"

"او اچھا خیر.... جب آئیں گے.... تب ہم ان سے مل لیں گے۔"

لاش اٹھائی جانے کے بعد کمرے کے فرش کو دھلوایا گیا.... تب کہیں جا کر وہ خفیہ راستہ تلاش کرنے کے قابل ہوئے۔

"دیکھیے.... ہم خفیہ راستہ تلاش کرنے لگے ہیں.... اگر آپ کو معلوم ہے تو اسی وقت بتا دیں.... اس وقت بتانا آپ کے لیے فضول ہو گا۔"

"جی نہیں.... مجھے کچھ معلوم نہیں۔"

"تو کیا امجد آفاقی نے آپ سے چوری کوئی خفیہ راستہ بنوا لیا تھا.... کیا ایسا ہو سکتا ہے۔"

"میں کچھ کہہ نہیں سکتا.... ایسا ہو تو سکتا ہے.... راتوں رات ایسا کام کرایا جا سکتا ہے.... میں رات کو تو ہوٹل کے کمرے نہیں دیکھتا پھرتا...." اس نے منہ بنایا۔

"بات ٹھیک ہے.... حیرت ہے.... امجد آفاقی خود اپنے

ہوائے ہوئے راستے کے ذریعے مار گیا۔" انہوں نے منہ بنا کر کہا۔

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا... اب اگر میری یہاں ضرورت نہ رہ گئی ہو تو کیا میں جا سکتا ہوں۔ مجھے ہوٹل کے کئی کام ہیں۔"

"ہاں ضرور... کیوں نہیں... جونہی راستہ ملا ہم آپ کو بلوا لیں گے۔"

"ٹھیک ہے..." اس نے کہا اور چلا گیا۔

"کیا خیال ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی... کس بارے میں؟"

"الیاس بابا کے بارے میں... میرا خیال ہے... اسے اس خفیہ راستے کا پتا تھا... چاہے امجد آفاقی نے چوری چھپے کیوں نہ بنوایا ہو... لیکن جن دنوں میں وہ یہاں نہیں ہوتا تھا ان دنوں میں تو وہ ان کمروں کو دیکھتا بھالتا ہو گا... ہو سکتا ہے... اتفاقیہ طور پر اسے خفیہ راستے کا پتا چل گیا ہو۔"

"اس کا امکان ہے... لیکن پہلے تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ خفیہ راستہ اگر ہے تو وہ نکلتا کہاں ہے۔"

"چلو پھر... کرو کوشش۔"

وہ کام میں جٹ گئے... اپنے طریقے کے مطابق انہوں نے دیواروں کو ٹھونک بجا کر دیکھا... ہر جگہ ہاتھ مار کر آواز سنی... اسی طرح فرش کو جانچ کر دیکھا... جب اس طرح کام نہ بنا تو کمرے پر

غور کرنے لگے... اس کے فرش کو غور سے دیکھا... دیواروں کو غور سے دیکھا... لیکن کہیں کسی دروازے کا سراغ نہ ملا۔

"میرا خیال ہے... اوہو... فاروق تم گئے نہیں... کھڑکی کی دوسری طرف دیکھنے کے لیے میں نے کیا کہا تھا۔" انسپکٹر جمشید نے ناخوشگوار آواز میں کہا۔

"دھت تیرے کی... ہم الیاس بابا سے باتیں کرنے لگ گئے... ذہن سے بات نکل گئی... میں ابھی دیکھ کر آتا ہوں۔"

اور وہ چلا گیا... انسپکٹر جمشید ان کی طرف مڑے۔

"میں کیا کہہ رہا تھا۔"

"آپ کہہ رہے تھے... میرا خیال ہے..." محمود مسکرایا۔

"ہاں! میرا خیال ہے... خفیہ راستہ صرف اور صرف اس کھڑکی سے ہی نکلتا ہے۔"

"جی کیا مطلب... ہم اس کو چیک کر چکے ہیں... اس کا فریم دیکھ چکے ہیں۔"

"ہاں! لیکن ہو سکتا ہے... فریم کھولنے اور بند کرنے کا کوئی نظام یہاں بنایا گیا ہو۔"

"اوہ؟" ان کے منہ سے نکلا۔

عین اسی وقت کھڑکی پر فاروق نے زوردار ہاتھ مارا۔

☆...☆...☆

حصہ

محمود نے فوراً کھڑکی کھول دی.... جالی میں سے انہیں دوسری طرف فاروق کھڑا نظر آیا۔

"یہاں قدموں کے نشان ہیں۔" اس کی پرجوش آواز سنائی دی۔

"اوہ.... اوہ۔" وہ بولے۔

اور پھر وہ باہر آگئے.... کھڑکی کے سامنے پہنچے.... وہاں فاروق کھڑا تھا۔

"یہ رہے نشانات.... بالکل تازہ۔"

"گویا یہ قاتل کے ہیں.... تب وہ اس کھڑکی کے راستے ہی نکلا ہوگا.... اکرام سے کہو.... نشانات کی تصاویر لے لے.... میں کمرے میں چلتا ہوں.... مجھے عجیب سا احساس ہو رہا ہے۔"

"جی.... کیا مطلب؟"

"ابھی بتاؤں گا.... تم اکرام کے یہاں آنے کے بعد اندر آنا.... اس سے پہلے نہیں۔"

"جی اچھا۔" وہ بولے۔

وہ کمرے میں آگئے اور فریم کو غور سے دیکھنے لگے.... پھر انہوں نے فریم کے چاروں طرف کی جگہ کو غور سے دیکھا.... لیکن دیوار پر کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے وہ اندازہ لگا سکتے کہ راستہ کیسے کھلے گا۔

پھر وہ تینوں اندر آگئے....

"اب تم غور کرو.... میں تو تھک چکا ہوں۔"

"جی.... کیا کہا آپ نے.... آپ تھک چکے ہیں۔"

"ہاں.... میں تھک گیا ہوں.... راستہ تلاش نہیں کر سکا.... لیکن یہ کہہ سکتا ہوں.... قاتل اس کھڑکی کے راستے ہی باہر گیا ہے۔"

"تب پھر کھڑکی کھولنے کا طریقہ معلوم کرنا ہوگا۔"

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں.... اب تم غور کرو۔"

"جی بہت بہتر۔"

انہوں نے فریم کا خوب غور سے جائزہ لیا.... لیکن پتا نہ چلا.... آخر محمود نے کہا۔

"نہیں ابا جان.... کم از کم اس کھڑکی کے ذریعے تو کوئی راستہ نہیں نکلتا۔"

"تب پھر قاتل باہر کیسے نکلا.... دروازہ تو اندر سے بند تھا۔"

"یہ کیس شاید ہمارے دماغوں کی چولیں ہلا دے گا۔"

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں .... بس فریم پر غور کرو۔"

"ہم تو ہر طرح غور کرنے کو تیار ہیں ابا جان .... غور ہمیں کرنے کو تیار نہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"یار اوٹ پٹانگ باتیں نہ کیا کرو۔"

"تب پھر ترکیب میں بتا دیتا ہوں .... خفیہ راستے کا پتا فوراً چل جائے گا۔"

"اور وہ کیسے۔" انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"الیاس بابا کو پکڑ کر کمرہ امتحان میں لے چلیں .... سب کچھ اگل دے گا۔"

"میں جانتا ہوں۔" وہ مسکرائے۔

"جی .... کیا کہا .... آپ جانتے ہیں .... بھلا کیا جانتے ہیں آپ۔" فاروق بولا۔

"یہ کہ وہ سب کچھ اگل دے گا .... لیکن یہ ہمارے ملک کی عام پولیس کا طریقہ ہے .... کہ جس پر شک ہو اسے پکڑ کر لے جاؤ اور سختی شروع کرو .... یہ ٹھیک ہے .... اس طرح کئی مجرم واقعی سب کچھ اگل دیتے ہیں .... لیکن بہت سے سخت جان ایک لفظ بھی نہیں بتاتے۔ اور اس طریقہ کا سب سے خوفناک پہلو یہ ہے کہ اس میں کئی بار بالکل

بے گناہ لوگ پکڑ لیے جاتے ہیں اور انہیں مار مار کر ادھ موا کر دیا جاتا ہے .... لہٰذا مجھے اگرچہ یقین ہے .... الیاس بابا سب کچھ جانتا ہے۔ لیکن میں اس یقین کی بنیاد پر اس پر سختی نہیں کر سکتا .... ہاں! جب اس کے خلاف کوئی ثبوت میرے ہاتھ لگ جائے گا اور وہ اس وقت بھی کچھ نہیں اگلے گا .... تب ہم اسے وہاں لے جائیں گے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں .... سوال یہ ہے کہ اگر ہم خفیہ راستہ تلاش نہ کر سکے۔"

"اس صورت میں ہم کسی اور راستے سے قاتل تک پہنچ جائیں گے۔"

"آپ کا مطلب ہے .... الیاس بابا تک۔"

"میں یہ نہیں کہتا کہ وہ قاتل بھی ہے .... صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ اسے علم ہے کہ واردات کیسے ہوئی ہے .... یعنی وہ اس سازش میں شریک ضرور ہے۔"

"اچھی بات ہے .... ہم پھر کوشش کرتے ہیں۔"

اب انہوں نے فریم کی چاروں طرف کی جگہ کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھنا شروع کیا .... آخر فرزانہ نے کہا۔

"دے مارا۔"

"اچھا .... کمال ہے .... دکھانا کیا مارا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"یہ دیکھیے .... یہاں .... چھوٹی انگلی گولائی جتنا گڑھا سا بنا

ہے..... اور پھر گڑھا پر بھی ہو جاتا ہے..... یعنی میں اگر اس جگہ انگلی سے دباؤ ڈالتی ہوں تو انگلی دھنس چلی جاتی ہے۔"

"اوہ اچھا..... دباؤ پھر..... پوری طرح۔" انسپکٹر جمشید نے پرجوش انداز میں کہا۔

پھر جونہی فرزانہ نے اپنی انگلی کا دباؤ سوراخ پر ڈالا..... لوہے کا فریم کسی ڈھکنے کی طرح باہر کی طرف جا لگا۔

"دھت تیرے کی..... آخر ہم نے تلاش کر ہی لیا..... بلاؤ اس الو بانے کو۔" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا اور ران پر ہاتھ بھی مارا۔

"ارے باپ رے..... آپ نے تو آج پوری نقل کر ڈالی۔" فاروق گھبرا گیا۔

"بس کیا بتاؤں..... جلدی کرو..... اسے بلاؤ..... یہ بتانا کہ ہم راستہ تلاش کر چکے ہیں..... فرزانہ تم فریم بند کر دو۔"

"بند کروں..... کیسے۔"

"اس کو الٹا کر واپس اپنی جگہ پر لے آؤ..... میرا خیال ہے..... یہ خود بخود بند ہو جائے گا....." انہوں نے کہا۔

"اوہ اچھا۔" فرزانہ بولی۔ اس نے ایسا ہی کیا..... فریم واقعی اپنی جگہ پر فٹ ہو گیا۔

"حد ہے کاری گری کی..... کیا اب کوئی کہہ سکتا ہے..... یہاں کوئی خفیہ راستہ ہے۔ بس قاتل سے غلطی ہو گئی..... وہ پستول

اندر نہیں چھوڑ گیا۔"

"اس صورت میں وہ اپنی انگلیوں کے نشانات ضرور چھوڑ جاتا ابا جان۔"

"نہیں اگر عقل مندی دکھاتا تو اس سے بھی بچ جاتا..... پستول کے دستے کو خون میں لت پت کر دیتا۔"

"اوہ ہاں..... واقعی۔"

پھر محمود چلا گیا..... الیاس بانا برے برے منہ بناتا اس کے ساتھ آتا نظر آیا۔

"اب کیا ہے جناب اگر آپ اس کمرے میں کوئی خفیہ راستہ تلاش نہیں کر سکے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔"

"واقعی آپ کا قصور نہیں..... اور اگر ہم تلاش کر لیں تو آپ کا قصور ہو گا نا۔"

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے..... اگر ہم راستہ تلاش کر لیں۔"

"تب بھی میرا قصور نہیں ہو سکتا..... اس لیے کہ یہ راستہ ضرور امجد آفاقی نے بنوایا ہو گا۔"

"ایسا کوئی کام ہوٹل کے منیجر کی مرضی کے بغیر کیسے ممکن ہے۔"

"کئی کام ایسے کرائے جا سکتے ہیں..... مجھے پتا نہ چلے اور کام

کرا لیے جائیں..... آخر یہ ایک بڑا ہوٹل ہے..... اور وہ اس کمرے میں مستقل طور پر رہتے تھے، وہ جب جاتے تھے تو خود ہی تالا لگاتے تھے..... یعنی ہم ان کے جانے کے بعد بھی تالا نہیں کھولتے تھے۔"

"دیکھیے جناب..... ہم ہر بات تو آپ کی نہیں مان سکتے....."

انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب..... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"ہم نے آپ کی بہت سی باتیں مان لیں..... اب ایک بات آپ ہماری مان لیں۔"

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ آپ مان لیں..... اس کمرے میں ایک خفیہ راستہ موجود ہے اور اس سے آپ واقف ہیں۔"

"حد ہو گئی..... اس قدر غلط بات میں کس طرح مان لوں۔"

"آپ کی مرضی..... اکرام کو بلائیں بھئی۔" انہوں نے کہا

محمود باہر جا کر اکرام کو لے آیا۔

"انہیں ہتھکڑیاں لگا دو۔"

"کیا مطلب؟" وہ دری اچھلا۔

"میں نے کہا ہے..... انہیں ہتھکڑیاں لگا دو۔"

"آخر کیوں..... میں نے کیا کیا ہے..... آپ میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔"

"اکرام....." انسپکٹر جمشید سرد آواز میں بولے۔ کیونکہ وہ ابھی تک حرکت میں نہیں آیا تھا..... اس کی بات سننے لگ گیا تھا۔

"او معاف کیجیے گا۔"

اس نے چونک کر کہا اور اس کے ہتھکڑی لگا دی۔

"آپ کو اس کا جواب دینا ہوگا..... آپ نے ایک ہوٹل کے منیجر کو بلاوجہ ہتھکڑی لگائی ہے۔"

"بلاوجہ نہیں لگائی..... ہمارے پاس وجہ ہے..... اکرام ان کے جوتوں کے نشانات چیک کرو..... ان نشانات سے تو نہیں ملتے..... جو کھڑکی کے باہر پائے گئے ہیں۔"

اکرام نے اس کے جوتے چیک کیے..... ان تصاویر کو دیکھا..... پھر بولا۔

"جی..... نہیں..... یہ جوتے اور ہیں۔"

"وہ تو خیر بدلے جا سکتے ہیں..... یعنی قاتل نے جو جوتے پہن کر قتل کیا..... وہ اس نے فوراً اتار دیے اور دوسرے پہن لیے۔"

"ہوں اچھا..... تو آپ مجھے قاتل ثابت کرنا چاہ رہے ہیں..... اور قاتل کمرے سے کیسے نکلا..... یہ آپ اب تک معلوم نہیں کر سکے۔"

"ہم معلوم کر چکے ہیں۔" وہ پرسکون انداز میں بولے۔

"کیا..... کیا مطلب؟"

"فرزانہ.... انہیں دکھاؤ.... زیادہ ہی انجان بن رہے ہیں۔"

"جی اچھا۔" فرزانہ نے کہا اور پھر اس سوراخ میں انگلی داخل کر دی۔

فریم فوراً باہر کی طرف لٹک گیا.... الیاس باٹا کے منہ سے مارے خوف کے چیخ نکل گئی.... شاید اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ لوگ راستہ تلاش کر لیں گے۔

"اب.... آپ کیا کہتے ہیں۔"

"میں اس راستے کو پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔"

"بہت خوب.... گویا یہ راستہ امجد آفاقی نے بنوایا تھا۔"

"ہاں! بالکل...."

"اور قاتل کو اس راستے کے بارے میں معلوم تھا.... ورنہ وہ باہر کیسے گیا۔"

"بالکل ٹھیک۔"

"سوال یہ ہے کہ کیوں.... آفاقی نے خفیہ راستہ بنوایا تھا تو پھر اس نے اس خفیہ راستے کے بارے میں کسی کو کیوں بتا دیا.... ایسے آدمی کو.... جو اس کی جان بھی لے سکتا تھا۔"

"میں کچھ نہیں جانتا۔"

"لیکن میں آپ کو قتل کے الزام میں گرفتار کر رہا ہوں.... اس لیے کہ آپ برابر جھوٹ بولتے چلے جا رہے ہیں۔"

"کر لیں گرفتار.... آپ کے پاس میرے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے۔"

"ابھی تو ہم آپ کے کمرے کی تلاشی لیں گے جناب۔" فاروق نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ آپ کے خلاف ثبوت بھی حاصل کریں گے.... آپ فکر نہ کریں۔"

"کوئی پرواہ نہیں.... میں قاتل نہیں ہوں۔"

"لیکن آپ یہ ضرور جانتے ہیں کہ قاتل کون ہے۔"

"کیا.... کیا مطلب.... ابھی تو آپ کہہ رہے تھے کہ میں قاتل ہوں۔"

"میں نے یہ کہا تھا کہ میں آپ کو قتل کے الزام میں گرفتار کر رہا ہوں...."

"گویا آپ سمجھتے ہیں.... قاتل میں نہیں ہوں۔"

"میں صرف ایک بات کہتا ہوں۔"

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ اگر آپ قاتل نہیں ہیں تو قاتل کے بارے میں جانتے ضرور ہیں اور یہ قتل آپ کی مرضی سے ہوا ہے.... یعنی قاتل نے آپ کو بتا دیا تھا کہ اس کا پروگرام یہ ہے.... اگر آپ اسے ایسا

کرنے دیں.... تو وہ آپ کو بھی حصہ دے گا۔"

"حصہ دے گا.... کیا مطلب.... کس چیز کا حصہ۔"

"ایک کروڑ ڈالر میں سے حصہ۔"

"اف! آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"وہی جو کہنا چاہیے.... یہ سارا چکر اس تصویر کا ہے.... امجد آفاق اس تصویر کو حاصل کرنا چاہتا تھا.... اس نے کسی سے مل کر سازش تیار کی.... پروگرام ترتیب دیا.... لیکن پھر اس نے سوچا.... وہ امجد آفاق کو کیوں حصہ دے.... کیوں نا اس کا کام تمام کر دے۔"

"نن.... نہیں۔" وہ چلا اٹھا.... اب اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ چکا تھا۔ اس خوف کو دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا کہ وہ قاتل کے بارے میں جانتا ہے.... لہٰذا انھوں نے اکرام سے کہا۔

"لے چلو بھئی اسے کمرہ امتحان میں۔"

"او کے سر۔" وہ بولا۔

"نہیں نہیں.... مجھے معلوم نہیں.... آپ مجھے میرے وکیل سے ملنے دیں.... آپ مجھے اس طرح نہیں لے جا سکتے۔" وہ لگا چیخنے۔

"کچھ نہیں ہو گا.... اب یا تو آپ قاتل کا نام بتائیں گے.... یا خود قتل کے الزام میں پھنس جائیں گے۔"

"اف مالک! یہ میں کیا سن رہا ہوں۔"

"ارے تو قاتل کا نام بتا دیں نا.... سازش میں شریک ہونے کی سزا کم ہے.... قاتل کی سزا زیادہ ہے.... سزا تو خیر اب آپ کو مل کر رہے گی۔ ایک کروڑ میں سے حصہ کا لالچ برا ہوتا ہے.... جناب۔" فاروق نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"نہیں نہیں.... مجھے کچھ معلوم نہیں۔"

"لے چلو اکرام.... یہ ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں۔"

"او کے سر۔" اس نے فوراً کہا۔

"ایک منٹ ابا جان!" ایسے میں فاروق بول اٹھا۔

"کیا ہوا بھئی۔"

"جی وہ.... جب میں کھڑکی کے پیچھے والی زمین کا جائزہ لینے باغ کی طرف گیا تھا تو کھڑکی کے پاس ہی مجھے ایک چیز ملی تھی...." فاروق نے بتانا شروع کیا۔

"اچھا بس.... خاموش۔" انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ فاروق حیران رہ گیا.... لیکن پھر وہ فوراً ہی سمجھ گیا کہ وہ جانتے ہیں.... الیاس بابا کے سامنے کچھ نہ بتایا جائے۔

"جی بہتر۔" اس نے فوراً کہا۔

"اکرام تم اسے کمرہ امتحان میں لے چلو.... ہم ابھی آتے ہیں۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہا اور اسے لے گیا۔

"اب بتاؤ..... کیا چیز ملی ہے تمہیں۔"

"ایک بٹن۔" یہ کہہ کر اس نے بٹن نکال کر انہیں دکھایا۔

وہ سب بہت بری طرح اچھلے۔

☆.....☆.....☆

مجرم

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے..... پھر انسپکٹر جمشید

لے۔

"اگرچہ میں نے پہلے ہی یہ رائے قائم کر لی تھی کہ مجرم یہی

ص ہے..... جس کا یہ بٹن ہے..... یعنی بٹن سامنے آنے سے بھی بہت

پہلے..... لیکن میں اس تک اپنی تفتیش کے ذریعے ہی پہنچنا چاہتا تھا.....

اب جب کہ یہ بٹن ہمیں مل گیا ہے..... تو گویا ہماری تفتیش اس تک پہنچ

گئی ہے....."

یہ کہہ کر انھوں نے اکرام کو فون پر ہدایات دیں..... اور خود

ان کے ساتھ کار میں وہاں سے روانہ ہوئے..... جلد ہی وہ تصاویر کی

گیلری میں داخل ہو رہے تھے..... اکرام ان سے پہلے وہاں پہنچ گیا تھا

اور الیاس باٹا اس کے ساتھ تھا..... اس کے چہرے پر اب تک ہوائیاں

اڑ رہی تھیں۔

"آخر آپ میری بات پر یقین کیوں نہیں کرتے..... اس

معاملے سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"کھڑکی والے راستے کے بارے میں آپ کیا وضاحت کرتے ہیں۔"

"راستا خود امجد آفاقی نے بنوایا ہو گا.... مجھے واقعی اس کا علم نہیں تھا۔" اس نے کہا۔

"اچھا تھوڑی دیر کے لیے چپ رہیں۔"

اتنے میں ایاز شاہ الناٹا ان کے نزدیک پہنچ چکا تھا' اس نے انہیں دیکھ لیا تھا۔

"آیئے انسپکٹر صاحب.... ارے یہ کیا.... یہ تو ہوٹل [illegible] کے منیجر ہیں شاید۔"

"شاید نہیں جناب یقیناً۔"

"اور ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں کیوں نظر آرہی ہیں۔"

"آپ کو شاید معلوم نہیں.... امجد آفاقی کو قتل کر دیا گیا ہے۔"

"کیا.... نہیں۔" الناٹا چلا اٹھا۔

"اور ایسا ان کے ہوٹل کے کمرے میں ہوا ہے.... قاتل نے پستول کی گولیاں ان پر فائر کی ہیں.... ان کی موت فوری طور پر واقع ہو گئی ہے۔"

"نن نہیں.... نہیں.... یہ بہت افسوس ناک خبر ہے۔" اس نے چیخ کر کہا۔

"لیکن اس میں ہمارا کیا قصور۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"ہاں! یہ تو ہے.... اس میں آپ کا کیا قصور۔" اس نے کہا اور پھر اس نے چونک کر کہا....

"اور ان کے یعنی الیاس بانا صاحب کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں کیوں نظر آرہی ہیں۔"

"ابھی بتاتے ہیں.... پہلے آپ تفصیل سن لیں.... پھر کوئی رائے دیں۔"

"کیا فرمایا آپ نے.... میں رائے دوں؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! آپ کی رائے کے بغیر ہمارا کام نہیں چلے گا.... کیونکہ ان معاملات سے آپ کا زیادہ تعلق ہے.... یہ تصاویر کے انعامی مقابلے.... اور ان کے بھاری انعامات.... ان معاملات کو ہم نہیں سمجھتے.... آپ ذرا یہ بتائیں.... ہر سال عالمی مقابلہ ہونے سے پہلے عالمی جج تمام ملکوں کا دورہ کیوں کرتا ہے یعنی جنرل گوزا۔"

"یہ اس کا شوق ہے۔" اس نے بتایا۔

"جس تصویر کو انعام ملنا ہوتا ہے.... کیا اس کے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بار اس تصویر کو انعام دے گا۔"

"لوگوں کا ایسا خیال ہے.... یہ بات ہے نہیں۔" اس نے کہا۔

"اور اگر وہ کسی کو خفیہ طور پر بتادے کہ اس بار وہ اس تصویر پر انعام دے گا.... تو وہ شخص ظاہر ہے اس تصویر کو خریدنے کی کوشش کرے گا.... تاکہ انعامی مقابلے کی رقم اس کی ہو جائے.... اور کیا اس لیے امجد آفاقی تصویر خریدنا چاہتا تھا...."

"یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب.... ناممکن۔" اس نے پرزور لہجے میں کہا۔

"یہ ایسے ہو سکتا ہے کہ ہم نے کئی سالوں کے اخبارات دیکھے ہیں.... یعنی انعامات کے ان سلسلوں کی خبروں والے دنوں کے اخبارات.... ہر سال جس تصویر کو انعام ملتا ہے۔ وہ اس کے اصل آرٹسٹ کو نہیں ملتا.... بلکہ کسی اور کو ملتا ہے۔"

"نن نہیں۔" وہ حیران رہ گیا۔

"آپ کو یہ سن کر حیرت ہوئی.... کیا آپ نے یہ بات زندگی میں پہلی بار سنی ہے۔"

"جی.... ہاں۔" وہ ہکلا کر بولا۔

"آپ نے نہیں کہا ہاں۔"

"ہاں میں نے یہ بات پہلی بار سنی ہے۔"

"خیر.... اس کا مطلب ہے.... اس بار جب جنرل گوڑا آئے تو امجد آفاقی وہیں آپ کی گیلری میں موجود تھے.... یہ بات درست ہے۔"

"مجھے اچھی طرح یاد نہیں.... ہو سکتا ہے.... وہ وہاں ہی ہوں۔"

"اور انھوں نے محسوس کر لیا کہ اس سال انعام اس تصویر کو ملے گا.... لہٰذا انھوں نے تصویر خریدنے کی کوشش کی.... لیکن بے چارے انوار تاثیر نے انکار کر دیا کیونکہ وہ اس کی ماں کی تصویر تھی.... تصویر فروخت نہ کرنے کی وجہ سے اس بے چارے کو قتل کر دیا گیا.... اور ظاہر ہے.... ایسا امجد آفاقی نے کیا ہو گا.... وہ غصے میں آ گیا.... ریاست کا مالک تھا.... انکار برداشت نہ کر سکا.... کیا خیال ہے.... یہی بات ہے نا۔"

"ہو سکتا ہے.... میں ان معاملات میں کوئی تجربہ نہیں رکھتا۔" اس نے انکار میں سر ہلایا۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ اب امجد آفاقی کو کس نے قتل کر دیا.... اور کیوں کیا صرف تحریر کے لیے.... جو اس نے زبردستی انوار سے لکھوائی تھی.... جواب یہی بنتا ہے کہ ہاں.... اسے صرف اس تحریر کے لیے قتل کیا گیا ہے.... اب سوال یہ ہے کہ انوار تاثیر کو تو ہلاک کیا امجد آفاقی نے.... امجد کو کس نے کیا.... امجد کو صرف وہ شخص ہلاک کر سکتا ہے.... جسے یہ معلوم ہو کہ اس بار انعام واقعی انوار کی تصویر کو ملے گا اور اس کی تصویر کا مالک وہ ہو گا.... جس کے پاس اس کے فروخت کیے جانے کی رسید ہو گی.... اب اس سے رسید حاصل

کرنا تھی.... سو آپ ہوٹل خار اگئے۔"

"آپ نے کیا کہا.... میں ہوٹل خار آگیا.... کیا مطلب؟" وہ اچھلا۔

"اب آپ سنتے جائیں.... آپ ہوٹل خار اگئے.... آپ نے امجد آفاقی سے پہلے یہ معاملہ طے کیا تھا کہ انوار تاثیر سے اگر وہ تصویر خرید لیں تو انعام حاصل کر سکتے ہیں۔ اتنے انعام کے لالچ میں امجد آفاقی آگئے.... انھوں نے بے چارے تاثیر کو ہلاک کر دیا.... تاکہ وہ یہ بیان نہ دے سکے کہ امجد نے زبردستی تحریر لکھوائی ہے.... باقی رہ گئی وہ تحریر جو میرے پاس ہے.... اس کو وہ غلط ثابت کر سکتے تھے.... کیونکہ وہ بعد میں لکھی گئی تھی.... تحریر کے ماہر فوراً بتا دیا کرتے ہیں کہ کون سی تحریر پہلے اور کون سی بعد میں لکھی گئی ہے....

ہاں تو آپ ہوٹل گئے.... آپ نے دستک دی.... آفاقی نے دروازہ کھولا.... آپ نے اندر داخل ہو کر دروازہ اندر سے بند کر لیا اور اس سے کہا کہ ایک ضروری بات کرنے کے لیے آئے ہو.... ذرا وہ تحریر دکھائیں.... اس نے تحریر نکال کر دکھائی۔ ادھر اس نے تحریر آپ کو دی.... ادھر آپ نے جیب سے بے آواز پستول نکال کر اس پر فائر کر دیے.... اور کھڑکی کے راستے کمرے سے باہر نکل گئے...."

"کیا کہا.... کھڑکی کے راستے.... وہ کیسے.... کھڑکی میں تو سلاخیں۔" وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"ہاہاہا.... آگئے نا آپ جال میں.... آپ لوگ وہاں گئے نہیں تو آپ کو کیسے پتا چل گیا کہ کھڑکی میں سلاخیں ہیں۔"

"میں اس سے ملنے کے لیے اکثر ہوٹل جاتا رہا ہوں۔" اس نے فوراً کہا۔

"چلیے مان لیا.... آپ کا ان سے گہرا تعلق تھا اور آپ وہاں اکثر جاتے رہتے تھے.... اور اس کی کھڑکی میں سلاخیں ہیں.... لیکن کسی اور وقت میں امجد آفاقی نے آپ کو ایک بات بتائی تھی۔"

"کیا مطلب.... وہ کیا بات بتائی تھی انھوں نے؟"

"یہ کہ انھوں نے اس کھڑکی میں ایک خفیہ راستا بنوا رکھا ہے.... وہ جب چاہتے ہیں.... رات کو اس راستے سے چلے جاتے ہیں اور جب جی چاہتا ہے.... آجاتے ہیں.... ایسا وہ نہ جانے کب سے کر رہے ہیں.... جب آپ نے ان سے تصویر کے بارے میں بات کی کہ کسی طرح تصویر انوار تاثیر سے حاصل کر لی جائے.... اور اس سلسلے میں ان سے ملاقاتیں کرنا پڑیں تو انھوں نے جناب کو خفیہ راستے والا راز بتا دیا.... اس راستے کو دیکھ کر آپ کے ذہن میں یہ منصوبہ آیا کہ آخر آپ کیوں امجد آفاقی کو اس معاملے میں حصے دار بنائیں.... انعام کی پوری رقم یعنی جنرل گوزا کا حصہ نکال کر خود کیوں نہ ہڑپ کر لیں.... یہ وہ خیال تھا.... جس نے پہلے آپ کو انوار تاثیر کے قتل پر اکسایا.... پھر امجد آفاقی کے قتل پر.... لیکن انوار تاثیر کا قتل آپ نے

خود نہیں کیا.... یہ کام آپ نے امجد آفاقی سے کرایا.... اس وقت تک آپ کے ذہن میں امجد آفاقی کو قتل کرنے کا منصوبہ نہیں تھا.... یہ منصوبہ بعد میں بنا.... جب انوار تاثیر مارے گئے.... اور یہ اندازہ کچھ دیر پہلے میں لگا چکا تھا.... اس وقت تک ہمیں.... آپ کے خلاف کوئی ثبوت بھی نہیں ملا تھا۔"

"کیا مطلب.... کیسا ثبوت.... تو آپ مجھے پھانسنے کے لیے جھوٹے ثبوت بھی حاصل کر لیے ہیں۔"

"جھوٹے نہیں.... سچے۔"

"اچھا.... ذرا میں بھی تو سنوں.... وہ کیا ہیں۔"

"آپ کے جوتوں کے نشانات کھڑکی کے نیچے باغ میں موجود ہیں.... ہم نے ان کی تصاویر بنائی ہیں۔"

"نہیں.... اس وقت آپ نے جو جوتے پہن رکھے تھے.... میں ان کی بات کر رہا ہوں۔"

"بہت خوب! تب تو آپ کو وہ جوتے تلاش کرنا ہوں گے۔"

"اس کا مطلب ہے.... آپ نے وہ جوتے ضائع کر دیے.... دریا میں پھینک دیے یا ان کو جلا کر راکھ بنا دیا۔"

"آپ کچھ بھی کہہ لیں.... عدالت آپ کی باتوں کو نہیں مانے گی.... جب تک آپ ٹھوس ثبوت نہ پیش کر دیں۔"

"وہ ہم کر دیں گے.... آپ فکر نہ کریں....." وہ مسکرائے۔

"کیا آپ مجھے یہ بتانا پسند کریں گے.... آپ کے پاس میرے خلاف کیا ثبوت ہے۔"

"نہیں.... میں عدالت میں ثبوت پیش کروں گا...."

انہوں نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"اوہ.... پھر عدالت میں ہی سہی۔" اس نے بے فکری کے عالم میں کہا۔

"گویا آپ اپنے جرم کا اقرار نہیں کر رہے۔"

"میں نے کوئی جرم کیا ہی نہیں.... تو اقرار کس بات کا کروں۔"

"جنرل گوڈا نے آپ سے ملاقات کے دوران کیا کہا تھا.... یہ کہ اس سال وہ انعام انوار تاثیر کی تصویر کو ہی دیں گے۔"

"انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔"

"اکرام بھئی.... ذرا ان کے گھر کی تلاشی لو.... تم جانتے ہی ہو.... تمہیں کیا چیز تلاش کرنا ہے۔"

"او کے سر۔"

"آپ کے پاس تلاشی کے وارنٹ ہیں۔"

"نہیں.... آپ اس سلسلے میں مجھے عدالت میں طلب کر لیجیے گا.... میں کوئی اعتراض نہیں کروں گا۔" انہوں نے برا سا منہ

ملایا۔

"گویا آپ اعلانیہ غیر قانونی کام کرنے والے ہیں۔"

"مجبوری ہے..... اس گھر کی تلاشی لیے بغیر کام نہیں چلے گا۔"

"گھر کی یا گیلری کی ابا جان۔" محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

"دونوں کی۔"

"لے لیں..... لیکن میں آپ پر کیس کروں گا۔"

"کوئی پروا نہیں۔"

اور پھر اکرام نے بہت باریک بینی سے گھر کی اور گیلری کی تلاشی شروع کر دی۔ رہائش گیلری کے پچھلے حصے میں تھی..... اور وہاں ایاز شاہ الشاہ کے بیوی بچے رہتے تھے..... ان لوگوں کو ایک طرف کر دیا گیا.....

ایاز شاہ الشاہ بار بار اعتراض کرتا رہا..... یہ کہ آپ کو تلاشی لینے کا کوئی حق نہیں ہے..... اور آپ زبردستی ایسا کر رہے ہیں..... میں کوئی غریب آدمی نہیں ہوں جو آپ کے خلاف مقدمہ نہیں کر سکوں گا..... میں آپ کو اعلیٰ عدالت تک گھسیٹ لے جاؤں گا اور آپ اس وقت پچھتائیں گے..... کہ کیوں آپ نے میرے خلاف ایسا کیا..... وغیرہ وغیرہ۔

وہ بولتا رہا..... انہوں نے کوئی پروا نہ کی..... آخر اکرام اور اس

کے ماتحت واپس آئے۔

"ہاں!! اکرام کیا رہا۔"

"اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے کامیابی..... یہ رہا وہ پستول..... جس سے امجد آفاقی اور انوار تاثیر کا کام کیا گیا ہے۔"

"اوہ..... اکرام لیکن تم کیسے یہ کہتے ہو کہ یہ وہی پستول ہے۔"

"اسی بور کی گولیاں دونوں لاشوں میں سے ملی ہیں..... باقی اس سے کوئی چلا کر دیکھ لیا جائے گا..... قتل اگر اسی پستول سے کیے گئے ہیں یا کسی اور سے' اس طرح یہ بات بالکل صاف ہو کر سامنے آجائے گی۔"

"ہوں! تم ٹھیک کہتے ہو..... یہ کام بھی کر ڈالو....."

"بہت بہتر سر۔" اس نے فوراً کہا۔

اکرام وہاں سے چلا گیا..... وہ انتظار کرتے رہے' آخر اس کی واپسی ہوئی۔

"یہ بات اب ثابت ہو گئی سر..... امجد آفاقی کا قتل اسی پستول سے کیا گیا ہے۔ البتہ انوار تاثیر کا قتل اس پستول سے نہیں کیا گیا..... وہ پستول ضرور امجد آفاقی یا اس کے کسی آدمی کا رہا ہو گا..... ہم اس کی بھی تلاشی لیں گے..... کام شروع کر دیا گیا ہے۔"

"بہت خوب! مزا آ گیا..... اب آپ کیا کہتے ہیں الشاہ

صاحب.... جلدی بتا دیں.... ورنہ میں آپ کی خدمت میں ایک اور
ثبوت پیش کر دوں گا۔"

"ایک اور ثبوت.... کیا مطلب۔" وہ چونک کر بولا۔

"چلیے اس کو بھی دیکھ لیجیے.... اتفاق کی بات ہے کہ بٹن پر بھی
آپ کی ایک انگلی کا نشان موجود ہے۔"

"یہ.... یہ آپ کو کہاں سے ملا۔"

"اس کھڑکی کے نیچے سے جس میں خفیہ راستہ بنایا گیا ہے۔"

"اوہ.... اوہ.... نہیں۔" اس نے چیخ کر کہا۔

پھر اس کا سر جھک گیا.... گویا اس نے جان لیا تھا کہ اب وہ
اس کیس سے خود کو کسی طرح نہیں بچا سکے گا.... انسپکٹر جمشید نے اپنا
کام پکا کر کے ہاتھ ڈالا تھا....

"اوہ ہمیں تو ابھی انشارجہ بھی جانا ہو گا۔"

"جی.... کیا مطلب.... ہم وہاں جا کر کیا کریں گے۔"
فاروق نے چونک کر کہا۔

"جنرل گوزا.... پر کیس درج کرائیں گے.... ان کے ملک
کی عدالت میں ان پر مقدمہ چلے گا۔"

"اور اس کے خلاف ثبوت۔"

"ایاز شاہ النانا کو پیش کریں گے.... پھر کئی سال کا ریکارڈ
پیش کریں گے.... کیونکہ جب سے جرم کا یہ سلسلہ شروع ہوا ہے....

یہ انعام نہیں ملا.... انعام تصویر کے خریدار کو ہی ملا
ان خریداروں کو گرفتار کیا جائے گا.... آرٹسٹوں سے بات کی
جائے گی.... اس طرح ہم ان شاء اللہ جنرل گوزا کو مجرم ثابت کر دیں
گے۔ انشارجہ کی حکومت پھر کوئی اور آدمی بطور جج مقرر کرے گی....
تب کہیں جا کر مجھے چین ملے گا۔"

"آپ مجھے سلطانی گواہ بنا لیں.... میں گوزا کے بارے میں
ساری باتیں عدالت میں بتاؤں گا۔" النانا چلا اٹھا۔

"اگر تم نے قتل جیسا ایک جرم نہ کیا ہوتا تو میں ضرور اس
سلسلے میں تمہاری مدد لیتا.... لیکن ان حالات میں تمہیں گواہ نہیں بنا
سکتا.... چاہے ہم گوزا پر جرم ثابت کر سکیں یا نہ کر سکیں۔" انہوں نے
پر عزم انداز میں کہا۔

"آپ نے بالکل ٹھیک کہا ابا جان.... ہم بھی انشارجہ آپ کے
ساتھ جائیں گے.... لیکن ہماری ایک درخواست ہے۔"

"اور وہ کیا۔" وہ مسکرائے.... کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے.... وہ
کیا چاہتے ہیں۔

"آپ سمجھ ہی گئے ہیں۔" فاروق نے شرمندہ ہو کر کہا۔

"ہاں! یہ کہ پروفیسر داؤد اور خان رحمان کو بھی ساتھ لے
چلیں.... کیوں میں نے غلط اندازہ تو نہیں لگایا۔"

"غلط اندازہ ہی تو نہیں لگاتے آپ۔" فرزانہ مسکرائی۔

"چلو منظور ہے۔" انہوں نے کہا۔

ے میں ایک اور

"بابا جان!" فرزانہ نے نعرہ لگانے کے انداز میں کہا۔

"زندہ باد۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

اور پھر ان کے چہروں پر مسکراہٹیں تیر گئیں۔

☆....☆....☆